بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

Regd. No. P. 67

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

جلد ۱۹   شمارہ ۵

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

بجرام کو وقت تو زدیک رسید
و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپیہ
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۷ صلح (جنوری)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۲۲ صلح کی موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت پہلے سے بہتر ہے البتہ کسی قدر تکلیف باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور پُر نُور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین ــ حضور کی حرم محترم حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی پہلے کی نسبت بہتر ہے لیکن تکلیف ابھی چل رہی ہے۔ احباب حضرت سیدہ مدظلہا کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے بھی بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲۷ صلح۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت معمولاً ویسی ہی چل رہی ہے کبھی کبھی ضعفِ قلب کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کی عمر میں بے انداز برکت ڈالے آمین۔

قادیان ۲۷ صلح۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی چھوٹی صاحبزادی (باقی صفحہ پر)

۲۰ ذیقعد سنہ ۱۳۸۹ھ | ۲۹ صلح سنہ ۱۳۴۹ ہش | ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۷۰ء

قادیان میں جماعتِ احمدیہ کے اٹھترویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر

احمدی خواتین کے ایک روزہ اجلاس کی تفصیلی رپورٹ

ہند و پاک سے آنے والی احمدی مستورات کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر مسلم خواتین کی شرکت

(رپورٹ مرتبہ مکرمہ عطیہ بیگم صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان دارالامان)

الحمد للہ کہ حسب سابق امسال بھی لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے زیرِ اہتمام ہمارا اٹھترواں للّٰہی جلسہ سالانہ مورخہ ۱۹ ارفتح (دسمبر) ۱۳۴۸ ہش کو نہایت درجہ بابرکت اور رُوح پرور ماحول میں منعقد ہو کر اپنی سابقہ روایات کے مطابق بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ جس میں ہند و پاک کے دُور دراز علاقوں سے آنے والی احمدی مستورات کے علاوہ کثیر تعداد میں مقامی غیر مسلم خواتین نے بھی شرکت کی۔ اور اس طرح ہر ایک نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس بابرکت اجتماع سے استفادہ کیا۔

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق اس اجلاس کی صدارت کے فرائض محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے انجام دینے تھے۔ مگر افسوس کہ آپ ناسازیٔ طبع کے باعث جلسہ میں رونق افروز نہ ہو سکیں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اُن کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

ہمارے اس اجلاس کی کارروائی زیرِ صدارت محترمہ نادرہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مدراس ٹھیک گیارہ بجے شروع ہوئی۔ خاکسار عطیہ بیگم کی تلاوت کے بعد صاحبزادی امۃ الحکیم کوکب ستمہار تُہا نے خوش الحانی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھ کر سُنایا۔

بعدہٗ پہلی تقریر محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ نے عورتوں کی تربیت و اصلاح کے موضوع پر کی۔ جس میں انہوں نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات پڑھ کر سُنائے۔ تقریر کے دوران میں موصوفہ نے تربیتِ اولاد۔ امور خانہ داری کی خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دہی۔ بدرسُومات سے اجتناب کرنے اور اسلامی اصولوں کی پابندی اختیار کرنے پر زور دیا۔ اور بتایا کہ مستورات کی اصلاح اور ان کے ذریعہ سے آئندہ نسلوں کی اصلاح میں ہی احمدیت کی ترقی اور غلبۂ اسلام کا راز مضمر ہے۔

بعد ازاں محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ نے "اسلام کی اخلاقی تعلیم" کے عنوان پر تقریر کی آپ نے اپنی تقریر میں اخلاق کی صحیح تعریف کرتے ہوئے اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ اسلام انسان کو نہایت اعلیٰ اور بلند اخلاق کا سبق دیتا ہے اور اپنے متبعین کو افراط و تفریط کی راہوں سے بچاتے ہوئے ہر شعبۂ زندگی میں میانہ روی برتنے کی تلقین فرماتا ہے۔ چنانچہ جہاں اُس نے عفو و درگذر اور رحمت کے پہلو کو مدِّنظر رکھنے کا حکم دیا ہے وہاں اصلاح کی خاطر سزا دینے اور سختی کرنے کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ بشرطیکہ اس میں انتقامی جذبہ کارفرما نہ ہو۔

اس کے بعد عزیزہ جمیلہ سلطانہ نے سیرتِ آنحضرت صلعم کے عنوان پر اور عزیزہ امۃ الرحمٰن نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کثیر احسانات میں سے ایک کے عنوان پر مضامین پڑھ کر سُنائے۔ ہر دو مضامین کے بعد عزیزہ نجمی خالدہ نے موجودہ زمانہ ایک مصلح کا متقاضی ہے کے موضوع پر تقریر کی عزیزہ نے اپنی تقریر میں عصرِ حاضر کی تباہ کن خرابیوں اور اخلاق سوز برائیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے خدا تعالیٰ کی سنّتِ قدیمہ بالخصوص صفتِ ... کو پیش کرتے ہوئے ثابت کیا کہ سابقہ زمانہ میں ایسے ہی اوقات میں خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل آتے رہے ہیں۔ لہٰذا یہ زمانہ بھی پہلے سے بڑھ کر اپنی بُرائیوں اور بدحالیوں کی وجہ سے ایک عظیم مصلح کا متقاضی ہے۔

اس اجلاس کی چھٹی تقریر مکرمہ شمیمہ پروین صاحبہ نے بدرسُومات کے متعلق اسلامی تعلیمات" کے عنوان پر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ قرآن مجید۔ سُنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ تعلیمات کی روشنی میں جن باتوں سے منع کیا گیا ہے افسوس کہ آج وہی باتیں مسلمانوں میں فیشن کے طور پر اختیار کی جا رہی ہیں۔ مثلاً اسلام نے شراب نوشی۔ قمار بازی۔ بد اعتقادات۔ اور بے جا رسم و رواج۔ جو اسراف و فضول خرچی کی ترغیب دیتے ہیں کے بارے میں واضح اور تاکیدی منا ہی فرمائی ہے یہ انسانی معاشرے کو تباہ کرنے اور اخلاقیات کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے والی حرکات ہیں۔ جن سے اسلام نے اپنے متبعین کو ہر آن بچتے رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ موصوفہ نے اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے بعض اہم ارشادات بھی بہنوں کے سامنے پیش کئے۔

بعد ازاں عزیزہ مبارکہ نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر۔ عزیزہ بشریٰ بیگم نے سیرت حضرت سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے عنوان پر اور عزیزہ امۃ المجیب نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے عنوان پر تقریریں کیں۔ (باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۹ صلح ۱۳۴۹ ہش

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

ہندی ترجمۃ القرآن پایہ تکمیل کو پہنچ گیا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا ہندی ترجمہ کیلئے

جلد تر طباعت کیلئے ارشاد

کلام اللہ کو دُنیا کی مشہور زبانوں میں ترجمہ کر کے سعید رُوحوں تک اس آبِ حیات کو پہنچانے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس مہم کا آغاز اپنے عہدِ خوشتر میں فرمایا تھا۔ خلافتِ ثالثہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کام زیادہ تیزی کے ساتھ جاری ہے۔ قرآن کریم کے ہندی ترجمہ کا اہم کام کچھ عرصہ سے مرکزِ سلسلہ قادیان میں جاری تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے فیصلہ اور نظارت دعوۃ و تبلیغ کی نگرانی میں قرآن کریم کا یہ ترجمہ مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر درویش قادیان کر رہے تھے۔ جس کی نظرِ ثانی ہندی کے نامور اہلِ زبان حضرات سے کرانے کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی بنفسِ نفیس اس سلسلہ میں ہدایات سے نوازا اور بہت سے مشکل مقامات میں راہنمائی فرمائی۔ حضور انور کو اس ترجمۃ القرآن کے جلد طبع ہو کر منصۂ شہود میں لانے کی اس قدر شدید خواہش تھی کہ حضور نے بار بار اپنی علالتِ طبع کے باوجود خدام کو گھنٹوں اپنے سایۂ عاطفت میں بٹھا کر اس مبارک کام کے لئے راہنمائی فرمائی۔

احادیثِ نبویہ میں مذکور ہے کہ لَوْ كَانَ الْقُرْاٰنُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِس۔ کہ اگر قرآن ثریا پر چلا جائے گا تو ابناءِ فارس اس کو دوبارہ واپس لائیں گے۔ آج ہم اس مقدس فرمانِ نبویؐ کو پورا ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ جبکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قرآنی علوم کے دریا بہے۔ آپؑ کے مبارک خلفاء نے اس کام کو آگے بڑھایا۔ بالخصوص خلافتِ ثانیہ میں ایک مہم کے طور پر اس کام کو شروع کر دیا گیا۔ اور اب خلافتِ ثالثہ میں اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس میں غیر معمولی برکت ڈالی۔ آج مختلف زبانوں میں یہ تراجم قرآن مجید افریقہ اور یورپ کے ہزاروں باشندوں کے لئے رُوحانی غذا کا کام دیتے ہیں۔ اور انہیں انوارِ الٰہیہ کے ذریعہ اپنے سینوں کو منور کرنے کا موقعہ مل رہا ہے۔

ہندوستان کی ۶۰ کروڑ آبادی میں ہندی دان طبقہ کے لئے بھی قرآن کریم کی ویسی ہی ضرورت تھی جیسے دوسرے علاقوں کے لوگوں کے لئے چنانچہ ہمارا ذاتی مشاہدہ ہے کہ بہار ہا سنجیدہ مزاج غیر مسلم متلاشیانِ حق نے قرآن کریم کے ہندی زبان میں مطالبہ کی اس طور پر شدید خواہش کا اظہار کیا جس سے اس ترجمہ کی ضرورت و اہمیت پر بڑی روشنی پڑتی ہے۔

خلافتِ ثالثہ، خلافتِ عثمانیہ کا ہی رنگ لئے ہوئے ہے۔ جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قرآن مجید کی اشاعت ہوئی اسی طرح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی توجہ قرآن کریم کے علوم و انوار پھیلانے کی طرف بہت زیادہ ہے۔ حضور کا ہر خطاب حضور کا ہر خطبہ اسی نقطۂ مرکزی کے گرد گھومتا ہے، کہ اپنی جماعت کے احباب بھی اس قیمتی خزانہ سے خود مستفید ہوں تو غیروں کو بھی اس بیش بہا دولت کی طرف متوجہ کیا جائے جس کی بابرکت صورت یہی ہے کہ ان کی اپنی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کئے جائیں۔ ان تک کلام اللہ کو پہنچایا جائے۔ اور قریب الفہم بنا دیا جائے۔

اِعْجَازُ التَّنْزِیْل

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"خدا تعالیٰ کا کلام جو اس کے برگزیدوں، رسولوں پر نازل ہوتا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ عظیم الشان اعجاز اپنے اندر رکھتا ہے اور کوئی شخص تنہا یا دوسروں کی مدد سے اس کی مثل لانے پر قادر نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی صرفِ ہمت کر دیتا ہے۔ اور اس طرح پر اس کا معجزہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ وہ بار بار مخالفوں کو اس کی مثال لانے کی دعوت اور تحدی کرتا ہے۔ لیکن کوئی اس کے مقابلہ کے لئے نہیں اُٹھ سکتا۔ قرآن شریف جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ کامل معجزہ ہے۔ دوسری کتابوں کی نسبت ہم نہیں دیکھتے کہ ایسی تحدی کی گئی ہو جیسی قرآن شریف نے کی ہے۔ اگرچہ ہم اپنے تجربہ اور قرآن شریف کے معجزہ کی بناء پر یہ ایمان لاتے ہیں کہ خدا کا کلام صرحانی میں معجزہ ہوتا ہے۔ لیکن قرآن شریف کا اعجاز جس کاملیت اور جامعیت کے ساتھ معجزہ ہے دوسرے کو ہم اس جگہ پر نہیں رکھ سکتے کیونکہ بہت سی وجوہ اور صورتیں اس کے معجزہ ہونے کی ہیں اور کوئی شخص اس کی مثال بنانے پر قادر نہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ کلام ایسا معجزہ نہیں ہو سکتا وہ بڑے ہی گستاخ اور دلیر ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے اور دیکھتے کہ خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق بے مثل اور لانظیر ہے۔ پھر اس کے کلام کی نظیر کیسے ہو سکتی ہے؟ ساری دنیا کے مُدبّر اور صناع مل کر اگر ایک تنکا بنانا چاہیں تو بنا نہیں سکتے۔ پھر خدا کے کلام کا مقابلہ وہ کیسے کر سکتے۔

محض کلام کے اشتراک یا الفاظ کے اشتراک سے یہ کہہ دینا کہ کوئی معجزہ نہیں، نری حماقت اور اپنی موٹی عقل کا ثبوت دینا ہے کیونکہ ان اعلیٰ مدارج اور کمالات پر ہر شخص اطلاع نہیں پا سکتا جو باریک بین نگاہ دیکھ سکتی ہے۔ میرا یہ مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خالص کلام لعل کی طرح چمکتی ہے لیکن باوجود اس کے قرآن شریف آپ کی کلام سے بالکل الگ اور ممتاز نظر آتا ہے۔"

(روحانی خزائن ۲ جلد سوم ص ۳۵)

اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ہندی میں قرآن کریم کا ترجمہ تفسیرِ صغیر کے ترجمہ اور نوٹوں کے مطابق نہایت خوش اسلوبی سے مکمل ہو گیا ہے۔ یہ اہم کام محض حضرت امام ہمام عالی مقام کی ذاتی توجہ۔ دلچسپی اور غیر معمولی شفقت سے پایۂ تکمیل کو پہنچا ہے۔ مورخہ ۲/۱ ۷۰ کو اس کے حسنِ اختتام پر جب حضور انور نے خدام کو شرفِ باریابی بخشا تو حضور نے ترجمۃ القرآن کی جلد تر طباعت کا ارشاد فرماتے ہوئے زرّیں ہدایات سے نوازا۔ باوجودیکہ ان دنوں حضور کی طبیعت بوجہ بلڈ پریشر بہت زیادہ علیل ہے۔ لیکن علالتِ طبع کے باوجود حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کافی دیر تک قرآن مجید کے ہندی ترجمہ کے متعلق گفتگو فرماتے رہے۔ اور بعض مقامات کے ترجمہ کو سُنا۔ بعد ازاں اس ترجمہ کے ہر رنگ میں بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دُعا بھی فرمائی۔ اس موقعہ پر جن خدام کو حضور کی خدمتِ اقدس میں ہندی ترجمۃ القرآن کے لئے حاضر ہونے اور بالمشافہ ہدایات حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ان کے اسماءِ گرامی یہ ہیں:۔

(۱)۔ مکرم و محترم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر۔ مترجم قرآن کریم ہندی۔

(۲)۔ مکرم مولانا ابوالمنیر نور الحق صاحب فاضل۔

(۳)۔ مکرم چوہدری عبد الواحد صاحب بی۔ اے وزیارتی۔

(۴)۔ خاکسار محمد حفیظ بقاپوری ممبر بورڈ ہندی ترجمۃ القرآن قادیان (نزیل ربوہ)

اجتماعی دُعا کے بعد مکرم مولانا ابوالمنیر نور الحق صاحب کی درخواست پر حضور پر نور نے قصرِ خلافت ہی کے اندرونی ایک صحن میں از راہِ شفقت و احسان ہر چہار خدام سمیت تاریخی فوٹو اتروانے کی سعادت بخشی۔ بعد ازاں مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر مترجم ہندی ترجمۃ القرآن کو مصافحہ و معانقہ کا شرف بخشا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس ہندی ترجمۃ القرآن کو اہلِ ہند کے لئے بابرکت کرے اور اس کے نور سے لوگوں کے دلوں کو منور کرے۔ تا اہلِ ہند خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی شریعت پر عمل کر کے اپنے ملک کو جنت اور شانتی کا مقام بنا سکیں۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تمہیں جو بنیادی طاقتیں عطا فرمائی ہیں اُنکی صحیح نشوونما کرو

اور انہیں کمال تک پہنچانے اور پھر رضائے الٰہی کی خاطر خرچ کرنے کی کوشش کرو

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۳۴۸ ہش کے موقع پر خدام الاحمدیہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایمان افروز خطاب

ربوہ ۔ ۱۷؍ اخاء ۱۳۴۸ ہش ۔ تین بجے بعد دوپہر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت مقامِ اجتماع میں تشریف لا کر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ستائیسویں سالانہ اجتماع کا افتتاح فرمایا۔ تلاوتِ قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد خدام نے کھڑے ہو کر حضور کی اقتدا میں اپنا عہد دہرایا۔ عہد کے بعد حضور نے فرمایا :-

" اب ہم دعا کریں گے اور اس کے بعد میں انشاء اللہ آپ سے باتیں کروں گا۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ایک احمدی بچے اور نوجوان کو جس شکل اور صورت اور حسن میں دیکھنا چاہتا ہے وہی شکل ہماری بن جائے۔ وہی صورت ہماری ہو جائے اور اس کے فضل سے وہی حُسن جو اس کی صفات کا جلوہ ہے جو اس النور کا نور ہے وہ ہمیں اپنے ہالہ میں لے لے۔ آؤ اب دعا کریں۔

اس کے بعد حضور نے پرسوز لمبی دعا کرائی۔ اور اس کے بعد خدام سے جو نہایت لطیف اور ایمان افروز خطاب فرمایا اس کا متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے :- ایڈیٹر

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیتِ قرآنیہ کی تلاوت فرمائی

اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَشْکُرُوْنَ
(یونس آیت ۶۱)

اس کے بعد فرمایا :-

آؤ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے بے شمار عطایا اور بے انتہا نعمتوں کا ذکر کریں اور اس طرح اس کے ذکر سے اپنے دل کے مشکیزہ کو محبت کے پانی سے بھرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ نے

قرآنِ کریم کی اس آیت میں

جو ابھی میں نے سورۃ فاتحہ کے بعد تلاوت کی ہے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑے ہی فضل انسان پر کئے لیکن کم ہیں جو ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے ہیں۔ فضل کے معنے جب اسے اللہ کے لئے استعمال کیا جائے اس وقت خصوصاً اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ایک تو اس کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ نعمتیں اپنے بندوں کو عطا کرے جو اس نے دیں۔ اور دوسرے جن کو اس نے وہ نعمتیں عطا کیں ان کا اللہ تعالیٰ پر کوئی حق نہیں تھا۔

احتیاج کا نہ ہونا یعنی کامل غنا کا انسانوں کے ساتھ تعلق نہیں بلکہ بہت سے انسان دوسروں کو دیتے تو عطیہ کے رنگ میں ہیں لیکن امید رکھتے ہیں کہ جب انہیں ضرورت پڑے گی تو وہ ان کا کام کریں گے۔ لیکن

اللہ تعالیٰ تو غنی اور بے نیاز ہے

اس کو کسی غیر کی ضرورت پڑنے کا امکان ہی نہیں ہے۔ اس معنی میں اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ فضل استعمال ہوتا ہے۔ یعنی اسے کوئی ضرورت نہیں تھی ان عطایا کو بخشنے کی۔ لیکن پھر بھی اس نے اپنی رحمتِ بے پایاں سے اپنی مخلوق پر بے شمار فضل کئے۔

فضل کے معنی میں دوسری بات

یہ پائی جاتی ہے کہ جن کو وہ عطایا نصیب ہوئیں ان کا اللہ تعالیٰ پر کوئی حق نہیں تھا۔ اور بغیر استحقاقِ حق کے اللہ تعالیٰ نے محض رحمت کے جوش میں اور اس محبت کے جوش میں جو وہ اپنے بندوں کے لئے رکھتا ہے انہیں اپنی بے شمار رحمتوں سے نوازا۔ پس ایک تو اسے کوئی احتیاج اور ضرورت نہیں اور دوسرے اس پر کسی کا کوئی حق نہیں۔ لیکن ان ہر دو صورتوں کے باوجود اس نے اپنے بندوں پر بڑے ہی فضل کئے۔ لیکن بہت ہیں جو اس بات کو سمجھتے نہیں اور ناشکری پر اتر آتے ہیں۔

فضل کا لفظ

ہر قسم کی عطایا پر بولا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو زندگی دی اس پر بھی فضل کا اطلاق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زندگی کو سنوارنے کے لئے اور اس زندگی میں خوشحالی پیدا کرنے کے لئے جو مادی اسباب بنائے ان پر بھی فضل کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی عزت کے قیام کے لئے جو سامان پیدا کئے اور اسے اس دنیا میں محترم اور مختار بنایا اس کے لئے بھی فضل کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو قوتیں اور قابلیتیں، اور استعدادیں عطا کی ہیں ان قوتوں اور قابلیتوں اور استعدادوں پر بھی فضل کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ غرض وہ ہر چیز (آسمانی ہو یا زمینی) جو

ربّ کے حکم سے

انسان کو ملی وہ فضل ہے۔ ایک تو ہمارا کوئی حق نہیں تھا کہ وہ ہمیں ملتی۔ اور دوسرے یہ کہ ربِّ عظیم کو کوئی ضرورت نہیں تھی کہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے وہ یہ فضل کرتا۔ فضل کے جو مختلف معانی ہیں ان میں سے صرف ایک معنی کو میں اس وقت لینا چاہتا ہوں اور وہ قوت و قابلیت اور استعداد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جیسا کہ قرآنِ کریم کے دوسرے مقامات سے ہمیں پتہ لگتا ہے

چار مختلف بنیادی قابلیتیں اور استعدادیں

عطا کی ہیں۔ ایک تو اس کی جسمانی قوتیں قابلیتیں اور استعدادیں ہیں جن کی نشوونما انسان کرتا ہے۔ یا بعض دفعہ وہ ایسا نہیں بھی کرتا۔ جب وہ ان کی نشوونما کرتا ہے تو وہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور جب نہیں کرتا تو وہ نقصان اٹھاتا ہے۔ بہرحال بہت سی قوتیں اور قابلیتیں، طاقتیں اور استعدادیں انسان کو جسمانی نشوونما کے لئے ملی ہیں۔ ایک اور قسم کی قوتیں اور قابلیتیں ہیں جو انسان کو اس کی ذہنی نشوونما کے لئے ملی ہیں۔ پھر ایک اور گروہ قوتوں اور قابلیتوں کا ہے جو انسان کو اس کی

اخلاقی نشوونما کے لئے

ملی ہیں۔ اور چوتھی قسم قوتوں اور قابلیتوں کی وہ ہے جو اسے

روحانی ارتقا اور روحانی نشوونما

کے لئے ملی ہیں۔ جو قوتیں جسمانی نشوونما کے لئے ملی ہیں وہ ایک لحاظ سے، ایک زاویۂ نگاہ سے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفتِ ربوبیت کے پرتو کے نیچے ہیں۔ جو قوتیں اور قابلیتیں اسے ذہنی نشوونما کے لئے ملی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت کے پرتو کے نیچے ہیں۔ جیسا کہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔ اور جو قوتیں اور قابلیتیں اس کی اخلاقی نشوونما کے لئے اسے ملی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحیمیت کے پرتو کے نیچے ہیں۔ اور جو قوتیں اور قابلیتیں روحانی نشوونما کے لئے ملی ہیں، روحانی ارتقا کے لئے ملی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ مالکیت کے پرتو کے نیچے ہیں۔ یہ چار نعمتیں خداداد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا بندہ پر فرض قرار دیا گیا ہے۔ اور

شکر کے معنی

یہ لئے گئے ہیں کہ ایک تو ان ہر چہار قسم کی قوتوں کی صحیح نشوونما کے لئے کوشش کی جائے اور دوسرے ان قوتوں اور قابلیتوں کو صحیح مصرف پر خرچ کیا جائے اور صحیح مصرف کے معنی اسلام میں یہ لئے گئے ہیں کہ ان راہوں پر چلا جائے یا ان طریقوں پر ان قوتوں کا استعمال کیا جائے کہ جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق ہوں۔ اور جس کے

نتیجہ میں انسان کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل ہوتا ہے

ہر چار قسم کی قوتوں کی نشوونما ضروری ہے۔ اگر آپ غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ

خدام الاحمدیہ کے سارے پروگرام

کسی نہ کسی قوت اور طاقت کی نشوونما کے لئے بنائے گئے ہیں۔ خدام الاحمدیہ کے بعض پروگرام ایسے ہیں جن سے جسمانی نشوونما ہوتی ہے۔ بعض ایسے ہیں جن سے ذہنی نشوونما ہوتی ہے۔ بعض ایسے ہیں جن سے اخلاقی نشوونما ہوتی ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جن سے روحانی نشوونما ہوتی ہے

پس اللہ تعالیٰ نے بڑی تاکید سے فرمایا کہ میں نے تمہیں یہ چار قسم کی قوتیں طاقتیں، قابلیتیں اور استعدادیں دی ہیں۔ تم شکرگزار بندے بننا۔ یعنی ان قوتوں کی صحیح اور کامل نشوونما کے لئے کوشش کرنا اور دوسرے جتنی جتنی قوت کسی کام کے قابل ہو اس کا استعمال اس رنگ میں ہو کہ جس طرح یہ قوتیں اللہ تعالیٰ کی صفات کے پرتو کے نیچے آتی ہیں اسی طرح تمہارے افعال بھی اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کے اخلاق کا رنگ اپنے پر لئے ہوئے ہوں اور اسی کا نام قربِ الٰہی ہے۔ مثلاً اللہ نور ہے۔ اگر بندہ کے افعال میں اور اس کی قوتوں کے اظہار میں نور کا پہلو نہ ہو تو

اللہ تعالیٰ جو نورِ محض ہے

جو نور کامل ہے۔ وہ اس اندھیرے سے محبت نہیں کر سکتا وہ اس کے قریب نہیں آسکتا کیونکہ نور اور اندھیرا ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ ظلمت یا اندھیرا اللہ تعالیٰ سے دوری کا نام ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی تمام قوتوں کی (ہر چہار قسم کی تمام قوتوں کی) ایک تو صحیح نشوونما کرنے والے ہوں اور دوسرے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق اس کا صحیح استعمال کرنے والے ہوں۔ خدام الاحمدیہ کی تنظیم ہمیشہ یہی کوشش کرتی رہی ہے اور آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہی کوشش کرتی رہے گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم خداداد قوتوں کا شکر ادا کرو گے تو اس کا فائدہ تمہیں ہوگا۔ یعنی اگر

تمہاری قوتوں کی صحیح نشوونما

ہو جائے تو یہ تمہارے لئے مفید ہوگی مثلاً تمہارے اندر ایک قوت اللہ تعالیٰ نے تیراکی کی رکھی ہے اور یہ ایک جسمانی قوت ہے۔ اگر تم اپنی اس جسمانی قوت کو اس کے کمال نشوونما تک پہنچاؤ گے تو اس کا فائدہ تمہیں ہوگا فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہٖ تم میں سے بہت سے سیر کے لئے دریا کے کنارے جاتے ہیں اور پھر دریا کے کنارے سیر پر جانے والوں میں سے بہت سے خاندانوں کا بعض دفعہ کوئی بچہ پانی میں گر جاتا ہے اگر اس کی جسمانی قوت یعنی تیرنے کی قوت کی صحیح نشوونما ہو تو اس کا ایک فائدہ تو نمایاں ہے کہ وہ چھلانگ لگاتا ہے اور اپنے اس بچے یا عزیز کو ڈوبنے سے بچا لیتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ جسمانی قوتوں کی صحیح نشوونما کے نتیجہ میں ایک دوسرا قدم اٹھانا تمہارے لئے آسان ہو جائے گا یعنی تمہاری یہ جسمانی نشوونما تمہاری ذہنی نشوونما کا ذریعہ بنے گی جس طرح ربوبیت کا جلوہ اس صفت کی نشوونما کے نتیجہ میں ظاہر ہوا پھر تمہاری

ذہنی ارتقا کے نتیجہ میں

رحمانیت کا جلوہ ظاہر ہو جائے گا۔ جس وقت انسان نے اپنی تیراکی کی قوت کی نشوونما کرنی شروع کی تو ساتھ ہی اس کا ذہن اس کے پہلو میں آ کھڑا ہوا۔ اور اس کو کہا کہ تیراکی میں تم اپنے عضلات، اعصاب اور دوسری چیزوں سے کام لیتے ہو۔ ان سے ایک تو اس قوت کی نشوونما میں مدد ملتی ہے اور دوسرے اس سے دنیا کو فائدہ پہنچتا ہے مثلاً اب ایک بیلٹ ربڑ کی ہوا بھر کے باندھ دی جاتی ہے۔ اور یہ تیراکی کی قوت کی نشوونما کا ایک بہتر طریقہ ہے۔ اس سے پہلے ہم بچہ کو اپنے ہاتھ پر رکھتے تھے۔ اور انسان انسان ہی ہے۔ ہاتھ کبھی نیچے ہوتا تھا اور کبھی اوپر ہوتا تھا اور بچے کو تیراکی سیکھنے میں پوری مدد نہیں ملتی تھی۔ لیکن اس بیلٹ سے، یا اس کی بعض اور شکلیں ہیں ان سے اس کو زیادہ فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ اب دیکھو ذہنی ترقی ہوئی تو ذہن نے سوچنا شروع کیا۔ اور مختلف زاویوں سے سوچنا شروع کیا کہ اچھا تیرنا کس طرح سیکھا جا سکتا ہے۔ یا سکھایا جا سکتا ہے۔ اور ڈوبنے کے جو خطرے ہیں ان سے زیادہ سے زیادہ کس طرح بچا جا سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ انسان نے جب سوچنا شروع کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو اس نے جذب کیا تو اس کے ذہن نے اور اس کے علم نے بہت سی ایسی چیزیں نکالیں جو ایک طرف اس کے

جسمانی قویٰ کی نشوونما

میں ممد ہوئیں اور دوسری طرف وہ اس کی اخلاقی نشوونما میں ممد ہوئیں۔

پھر اخلاق کا تعلق حسنِ سلوک اور حسنِ معاملہ سے ہے اس لئے یہ سوال پیدا ہوا کہ ان چیزوں کو کس رنگ میں دوسرے کے فائدہ کیلئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور

جب اخلاق اچھے ہو گئے

تو پھر روحانیت کی طرف توجہ ہوئی کیونکہ اچھے اخلاق والا انسان ایک احساس یہ بھی اپنے اندر پاتا ہے (بداخلاق انسان یہ احساس نہیں رکھتا اچھے اخلاق والا انسان اپنے اندر یہ احساس پاتا ہے) کہ میں نے اپنے حسن سلوک اور حسن معاملہ سے دنیا میں بہتوں کو دکھ سے نجات دی اور میں بہتوں کے کام آیا۔ میں نے اپنے اچھے اخلاق کا اظہار کیا اور میں ہر دلعزیز بھی بنا۔ لیکن ابھی میں نے

اپنے رب کی نگاہ میں عزت کا مقام

حاصل نہیں کیا۔ مجھے روحانیت حاصل نہیں ہوئی۔ تب وہ اپنے اخلاق پر زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا رنگ، اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا نور چڑھانا شروع کرتا ہے اور اس سے اس کی روحانیت کی نشوونما میں مدد ملتی ہے۔ یہ اخلاق روحانی رفعتوں کے لئے ممد اور معاون ہوتے ہیں۔ پھر جب وہ روحانی طور پر اپنی روحانی قوتوں کو کمال نشوونما تک پہنچاتا ہے تو پھر اس کی روحانیت اپنا چکر پورا کر کے پھر ربوبیت کی طرف آتی ہے اور وہ کہتا ہے کہ جب میں نے اپنے رب کی رضا کو پایا تو میں نے

یقین اور عرفان

حاصل کیا کہ دنیا کی سب لذتوں اور دنیا کے سب سرور سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی لذت اور سرور ہے اور مجھے اپنے دوسرے بھائیوں کو اس میں شریک کرنا چاہئے۔ پھر تبلیغ کے لئے باہر نکلتا ہے۔ پھر وہ اصلاح کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ پھر وہ ان لوگوں کو جو اپنے رب سے دور ہیں واپس اپنے پیدا کرنے والے کی طرف لانے کی کوشش کرتا ہے اور اس طرح اس کی روحانیت میں ربوبیت کا جلوہ نظر آنے لگتا ہے۔ یعنی اس کے جسمانی قویٰ اس کی روحانیت کے تابع ہو کر اپنا کام کرتے ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم میرے دئے ہوئے قویٰ کی، میری عطایا کی، میری نعمتوں کی

میرے فضلوں کی صحیح نشوونما کرو گے

اور ان سے زیادہ سے زیادہ اور اچھے سے اچھا فائدہ اٹھاؤ گے تو اس میں تمہارا اپنا فائدہ ہے۔ دنیا کے بہت سارے دکھوں سے تم بچ جاؤ گے۔ اور اس دوزخ کی آگ سے تم محفوظ ہو جاؤ گے جس کے تخیل سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بہت جگہ یہ بیان ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ کَفَرَ۔ میں نے اتنی نعمتیں دیں لیکن پھر بھی میرے بندوں میں سے بعض ایسے ہوں گے جو میرا شکر ادا نہیں کریں گے۔ جو میری ان نعمتوں کی صحیح نشوونما نہیں کریں گے۔ ان سے صحیح اور حقیقی فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔ وہ ناشکری کریں گے اور اس بات کو بھول جائیں گے کہ جب

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا

ہوئی تھی تو وہ اس وقت بھی بے نیاز تھا۔ اس کو کسی چیز کی احتیاج نہیں تھی۔ جس کی طرف میں نے شروع میں اشارہ کیا ہے اور وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اس بے نیازی کے باوجود اس کی صفت کریم نے چاہا کہ وہ بے حد و حساب سخاوت کرے اور بخشش کرے اور اپنی اس صفت کے ماتحت اس نے بخشش کی۔ اس کے کریم ہونے کی صفت سے جس کے نتیجہ میں انسان کو یہ تمام خوبیاں اور قابلیتیں ملیں اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اللہ غنی نہیں ہے اس کو کوئی ضرورت تھی۔ اس کو کوئی احتیاج تھی اس لئے اس نے یہ چیزیں دیں۔ یہ احمقانہ بات ہے۔ اللہ تعالیٰ جہاں غنی ہے وہاں وہ کریم بھی ہے۔ اور جہاں وہ کریم ہے وہاں وہ غنی بھی ہے۔ یعنی اس کی سخاوت، اس کی بخشش، اس کی عطا۔ اس کا اپنے بندوں پر نعمتوں اور فضلوں کو پانی کی طرح بہا دینا، یہ اس کی صفت کریم کے ماتحت ہے لیکن وہ شخص ناشکرا اور احمق ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے یا ہمارے کسی حق کے نتیجہ میں ہمیں یہ چیزیں دی ہیں۔ ایسا نہیں ہے بلکہ غنی خدا نے کریم ہونے کی حیثیت سے تمہیں یہ بخششیں دی ہیں اور

تم پر یہ فرض عاید ہوتا ہے

کہ تم اس کا شکر ادا کرو۔ اور شکر کا جو طریق اس نے بتایا ہے۔ اس کا اسے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اس کو کوئی احتیاج نہیں۔ وہ تو غنی ہے۔ اس کا فائدہ تمہیں ہی ملے گا۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہٖ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ (لقمان آیت ۱۳) یہاں یہ بیان ہوا ہے کہ جو شخص ناشکری کرتا ہے وہ یہ بھول جاتا ہے کہ یہ سب نعمتیں ہمیں بغیر استحقاق کے ملی ہیں۔ وہ یہ بھول جاتا ہے کہ اللہ کے لئے ہر حمد ہے۔ ہر حمد اور تعریف اللہ ہی کی ہے۔ اصل میں وہی

حقیقی معنی میں حمد کا مستحق اور تعریف کا حقدار ہے۔ اگر ایک بندہ اس کی حمد نہیں کرتا۔ اگر ایک بندہ اس کی تعریف نہیں کرتا۔ اگر ایک بندہ اس کی عطا پر اس کی صحیح نشو و نما اور اس کے صحیح استعمال سے اس کا شکر ادا نہیں کرتا تو اس سے خدا تعالےٰ کی تعریف اور حمد میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس کے اندر کوئی عیب نہیں پیدا ہوتا۔ ہاں اس بندے کے اندر عیب پیدا ہو جاتا ہے۔ بندے کے اندر ایک نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے چہرے پر ایک داغ لگ جاتا ہے۔ اور وہ

خدا سے دُوری کا داغ ہے

اور اس سے تم کو بچنا چاہیئے۔ اللہ کی شان میں اس سے کوئی فرق نہیں آتا۔ لیکن بہت سے لوگ ہیں جو اپنے رب کو بھول جاتے ہیں۔ اور وہ اس کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے جیسا کہ قدر کرنی چاہیئے۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے سورۃ بقرہ میں فرمایا زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَیَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَہُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (آیت ۲۱۳) کہ اتنی نعمتوں کے باوجود کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے اور کفر سے کام لیتے ہیں۔ ان لوگوں کی نگاہ میں ان کی اس

بدبختی کے نتیجہ میں

دنیوی زندگی (ورلی زندگی) کو خوبصورت کر کے دکھایا گیا ہے اور اس سے ان کو بڑا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اگر کسی ایک چیز سے آپ سَو روپیہ کا فائدہ اٹھا سکتے ہوں لیکن اٹھائیں صرف پانچ روپیہ کا فائدہ۔ تب بھی یہ بدبختی ہے کہ آپ پچانوے روپیہ کا اور فائدہ اٹھا سکتے تھے لیکن وہ فائدہ آپ نے اٹھایا نہیں۔ ایک شخص کو ایک ایسی عطا ملی (ساری عطایا ہی اس قسم کی ہیں) کہ وہ اس کے ذریعہ سے اس ورلی زندگی کی جنت بھی حاصل کر سکتا تھا اور اس

اُخروی زندگی کی جنّت

بھی حاصل کر سکتا تھا اور ان دو جنتوں کا مقابلہ ایک اور سَو کا نہیں۔ ایک اور ہزار کا نہیں۔ ایک اور ارب یا کھرب کا بھی نہیں بلکہ یہ بغیر حساب کے ہے۔

پس اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ حاصل تو کرتے ہیں ہماری عطا کردہ قوتوں اور استعدادوں سے بے شمار کے مقابلہ میں صرف پانچ روپیہ کا فائدہ۔ اور تمسخر شروع کر دیتے ہیں مومنوں کی جماعت سے۔ جنہوں نے بیشمار نعمتیں اور فضل حاصل کئے اور ان کے نتیجے اور ثمر اور پھل کھائے وَیَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پس جو لوگ ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے والے اور بے شمار عطایا اور ان کے ثمرات کے وارث تھے۔ یہ ناشکرے منکر ان سے تمسخر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان کو استہزاء کی نظر سے دیکھتے ہیں اور استہزاء کی نگاہ سے اس لئے دیکھتے ہیں کہ کہتے ہیں تم نے دنیا میں عیش و عشرت سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ دنیوی زینت سے فائدہ نہیں اٹھایا اور یہ نہیں سمجھتے اور ان کی عقلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے کہ ان لوگوں نے دُنیا میں وہ لذت پائی جو منکر ناشکرے کو نہیں ملی۔ اور اُخروی لذتوں کے سامان بھی ان کے لئے مقدر کئے گئے۔ جن سے دُنیا دار ناشکرا منکر محروم رہے گا۔ اور اس کی بجائے اللہ تعالےٰ کی غضب اور غصّے کی جلا دینے والی آگ میں جو ایک سیکنڈ کے اندر بھسم کر کے رکھ دیتی ہے ایک لمبا عرصہ ان لوگوں کو رہنا پڑے گا لیکن یہ جاہل ناشکرے

حیاتِ دُنیا کی ظاہری زینت پر فریفتہ

ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے والے پر تمسخر کرتے ہیں اور حقیقت سے وہ آشنا نہیں۔ حالانکہ بات یہ ہے کہ جس دن ایمان لانے والوں کی جزاء کا فیصلہ ہوگا اس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی۔ اس دن انہیں معلوم ہوگا کہ وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَہُمْ کہ ان سے کہیں بلند اور بالا اور ان سے برتر اور ان پر فوقیت رکھنے والے وہ لوگ تھے جن سے یہ تمسخر کیا کرتے تھے۔ کیونکہ یہ گروہ تو وہ ہے جو خدا تعالےٰ کا پسندیدہ گروہ ہے اور وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ جس کو اللہ تعالےٰ پسند کرتا ہے اسے بغیر حساب کے دیتا ہے

میں نے پہلے بتایا تھا

کہ اس دنیا کی دنیوی زینت اور اس دنیا کی دنیوی لذت اور اس دنیا کا دنیوی سرور اس لذت اور سرور اور اس حسن اور اس نُور کے مقابلہ میں جو اللہ تعالےٰ سے اس کا بندہ حاصل کرتا ہے ایک اور ایک کھرب کی نسبت بھی نہیں رکھتا بلکہ ایک کی نسبت جو غیر محدود سے ہے وہ نسبت رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جو کچھ ان کو ملنے والا ہے وہ تو بغیر حساب کے ہے۔ اس کو اعداد و شمار اپنے احاطہ میں نہیں لے سکتے۔ غرض ایک نہایت ہی محدود ظاہری اور صرف چھلکے کی زینت اور ایک عارضی اور فانی آرام اور سکون اور لذت کی خاطر وہ ان راہوں کو اختیار کرتے ہیں جن راہوں پر چل کر خدا تعالےٰ کی عطا کردہ قوتوں اور قابلیتوں کی صحیح نشو و نما نہیں ہو سکتی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کا قرب اور اس کی رضا نہیں ملا کرتی۔ اور بجائے اس کے کہ وہ اپنی حالت پر روئیں وہ ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے والوں پر استہزاء کرتے ہیں ٹھٹھا کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ جن سے وہ ٹھٹھا کرتے ہیں یہ وہ جماعت ہے جن کے متعلق

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے

کہ دنیوی زینت اور دنیوی آراموں کے مقابلہ میں بغیر حساب ان کو ملے گا۔ ان کا ان سے کوئی مقابلہ نہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ اللہ تعالےٰ جب دنیا دار ناشکرے کے خلاف فیصلہ صادر فرماتا ہے تو اس دنیا کی لذت دُکھ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس دنیا کا سرور غم میں بدل جاتا ہے۔ اس دنیا کی خوشحالی بدحالی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور وہ فیصلہ الٰہی سلسلوں میں اس دنیا میں ضرور ہوتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ فیصلہ کس نسل میں ہوگا۔ بعض دفعہ یہ فیصلہ پہلی نسل میں ہوتا ہے جیسا کہ قریش مکہ جو مومنوں کی جماعت کے مقابلہ میں آئے تھے وہ مومنوں کی آنکھوں کے سامنے اور ان کے ہاتھوں سے ذلیل و خوار ہوئے۔ بے عزت ہوئے۔ لیکن کبھی یہ فیصلہ کئی نسلیں گزرنے کے بعد ہوتا ہے لیکن اس سارے عرصہ میں پھر بھی بغیر حساب کے اللہ تعالےٰ کے فضل اور رحمتیں اور ان انعامات کے صحیح استعمال کے نتیجہ میں ان کے جو ثمرات ملتے ہیں جو پھل ملتے ہیں وہ بغیر حساب ملتے ہیں اور اسی دنیا میں ملنے شروع ہو جاتے ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالےٰ نے اس کی ایک مثال دی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک الٰہی سلسلہ قائم ہوتا ہے۔ اس پر ایمان لانے والے ایک وقت تک ذلیل بھی کئے جاتے ہیں۔ ان پر پھبتیاں بھی کسی جاتی ہیں۔ استہزاء سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ ان کو دکھ بھی دیا جاتا ہے۔ ان کو چھیڑیں بھی لگائی جاتی ہیں۔ ان کے جوتے بھی پڑتے ہیں۔ ان کو قتل بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن وہ اپنا تعلق محبّت جو انہوں نے اپنے رب سے باندھا تھا قطع نہیں کرتے

دنیا کی کوئی تلوار ایسی نہیں

کہ جو اس رشتۂ الفت کو قطع کر سکے۔ اور اللہ تعالےٰ ان کے لئے حقیقی سکون کا اس وقت بھی انتظام کرتا ہے۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ دنیا میں اپنا فیصلہ جاری کرتا ہے وہ ان کو غالب کرتا ہے اور باقی دنیا کو چوہڑے چماروں کی طرح ذلیل اور بے عزت کر دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی قوتوں کا وہ صحیح استعمال کرتے ہیں ان کی صحیح نشو و نما کرتے ہیں اور

ایک نہایت ہی حسین معاشرہ

اس دنیا میں پیدا ہو جاتا ہے جس میں کوئی شخص کسی دوسرے کو دکھ پہنچانے والا نہیں ہوتا بلکہ ہر شخص دوسرے کے دکھوں کا مداوا بنتا ہے اور دراصل یہ دنیوی دُکھ بھی سوائے آسمانی ابتلاؤں اور امتحانوں کے باقی نہیں رہتے کیونکہ ہماری دنیا میں جو دکھ ہیں وہ بنیادی طور پر دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ دکھ ہیں جو انسان کے ہاتھ کے پیدا کردہ ہیں اور ایک دکھ وہ ہیں جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آسمان سے حوادث کے رنگ میں آتے ہیں۔ اور وہ امتحان کے طور پر ہوتے ہیں۔ یہ امتحان تو ان کے ایمان کی پختگی کے لئے اور ان پر اپنے فضلوں کی بارش میں وسعت اور شدت پیدا کرنے کے لئے جاری رہتا ہے۔ اور جاری رہے گا لیکن انسان کے ہاتھ سے جو یہ

پاک اور مقدّس لوگ

دکھ اٹھایا کرتے تھے وہ صورت پھر قائم نہیں رہتی۔ ہر انسان کی عزت کی جاتی ہے ہر ایک انسان کا احترام ہوتا ہے۔ ہر انسان کی قدر کی جاتی ہے۔ ہر انسان کو اپنے جیسا اشرف المخلوقات کا ایک فرد سمجھا جاتا ہے۔ ہر انسان دوسرے انسان سے تعاون کرتے ہوئے اپنے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے قرب کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ نتیجہ کا وہ دن بھی آتا ہے۔ اس کے متعلق

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا قَرْیَۃً کَانَتْ اٰمِنَۃً مُّطْمَئِنَّۃً یَّاْتِیْہَا رِزْقُہَا رَغَدًا مِّنْ کُلِّ مَکَانٍ فَکَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰہِ فَاَذَاقَہَا اللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ

(النحل ۱۱۳)

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے یہ نقشہ کھینچا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے مومنوں کی جماعت کے لئے آخری فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اور اس دنیا میں بھی وہ غالب ہو جاتے ہیں اور امن اور اطمینان اور خوشی اور خوشحالی اور ہزار قسم کے سرور والی زندگی گزارنے لگ جاتے ہیں اور

اللہ تعالیٰ کی ان بیشمار نعمتوں

کے نتیجہ میں وہ اور بھی اس کی طرف جھکتے

ہیں اور اپنے نفس سے اور بھی خالی ہو جاتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اور بھی زیادہ فانی ہو جاتے ہیں۔ وہ ہر غیر اللہ سے اور بھی زیادہ دور ہو جاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور شکر کا حق ادا کرتے ہیں۔ تب ایک لمبا زمانہ ایسا آتا ہے کہ اس دنیا کا رزق بھی بڑی کشائش کے ساتھ ان کو ملتا ہے اور ان کی زندگی امن اور اطمینان کی زندگی ہوتی ہے۔ پھر کبھی دو نسلیں کبھی چار نسلیں کبھی پانچ نسلیں اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی پرورش یافتہ خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ جھکتی رہتی اور اس کے مزید فضلوں کو حاصل کرتی رہتی ہیں۔

پھر ایک نسل پیدا ہوتی ہے

اس کے دل میں شکر کی بجائے ناشکری کے جذبات ہوتے ہیں اور وہ یہ سمجھنے لگتی ہے کہ ہمارے باپ دادا اور ہم ایسی خوبیوں کے مالک ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی اس بات پر مجبور ہوا کہ وہ ہماری عزت کرے۔ اللہ تعالیٰ بھی مجبور ہوا کہ وہ ہمیں مال دے۔ وہ ہمیں اقتدار دے وہ ہمیں عزت دے اور وجاہت دے۔ عاجزانہ راہوں کو چھوڑ کر متکبرانہ اور مغرورانہ راہوں کو اختیار کرتے ہیں۔ تب جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ ان کی ناشکری اور

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری

اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔ اور وہ سمجھ رکھتے تھے وہ جو روحانیت کے نور میں زندگی گزار رہے تھے ان کی آواز کو یہ سن نہیں رہے تب ایک دوسرا فیصلہ آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ۔ ایسی ہستی کو، ایسی قوم کو، ایسی جماعت کو اللہ تعالیٰ سکون اور آرام اور خوشی اور اطمینان کے لباس کی بجائے بھوک اور بے اطمینانی اور خوف کی چادر پہناتا اور ذلت کا مزا چکھاتا ہے۔ تب ان کو کہتا ہے دیکھو تمہارے باپ دادا نے میرے فضلوں کو پایا اور انہوں نے اپنی قوتوں اور قابلیتوں کو اس رنگ میں استعمال کیا کہ میرے مادی اسباب دنیا کے فائدہ کے لئے اور ان کی روحانی ارتقاء کے لئے کام آئے۔ کتنا لمبا عرصہ میں نے ان سے پیار کیا

کتنی بے شمار نعمتیں میں نے ان کو دیں

ایک لمحہ بھی وہ میری محبت کی نگاہ سے محروم نہیں ہوئے کیونکہ مجھ پر نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ اور ایک ذرہ بھی ان کے جسم کا اور ایک ذرہ بھی ان کی روح کا مجھ سے دور نہیں ہوا۔ ان کا ہر زاویہ نور تھا، ہر رنگ جو تھا میری طرف اور میرے رنگ سے رنگین تھا۔ اس کے بعد دوسری نسل نے میری محبت کی شان اور میری محبت کے جلوے اس طرح دیکھے کہ

انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے

لیکن تم ناشکرے پیدا ہوئے کہ تم ان تمام نعمتوں کو بھول گئے۔ اور ناشکری کی راہوں کو تم نے اختیار کیا اور اب میں تمہیں دوسرا جلوہ جو میرے قہر اور غضب اور غصہ کا جلوہ ہے دکھاتا ہوں۔ تم دنیا میں اگر کوئی چیز حاصل کر سکتے ہو جس کے نتیجہ میں خوشحالی اور آرام ملے تو وہ میری رضا اور میری مرضی کے بغیر حاصل نہیں کر سکتے۔ اب میں تمہارے لئے یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ تم سے دنیا کی عزتیں دنیا کے اموال، دنیا کی عقلیں اور وجاہتیں اور دنیا میں انسان کی سی زندگی بسر کرنے والے اخلاق اور دنیا میں ان راہوں کو اختیار کرنے کی طاقتیں جو خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والی ہیں یہ ساری چیزیں چھین لیتا ہوں اور اب تم جسمانی اور روحانی بھوک اور اس دنیا میں اور اس دنیا کے خوف میں اپنی زندگی بسر کرو گے۔ ہمیں یہ جلوہ بھی نظر آتا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا

میں نے جو انعامات تم پر کئے ہیں

تم نے ان انعامات کی ناشکری نہیں کرنی جب تک تم شکر گزار بندے بنے رہو گے مزید نعمتیں اور مزید فضل تمہیں حاصل ہوتے رہیں گے۔ اور بھی بہت سی آیات ہیں جو اس مفہوم کو ادا کرتی ہیں۔ میں نے چند آیتیں لی ہیں اور یہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے یہ تمہید کے طور پر ہے اس کے نتیجہ میں ہماری ہر نسل پر جو عمر کے لحاظ سے بڑوں سے تعلق رکھتی ہے اور وہ بھی جو چھوٹوں سے تعلق رکھتی ہے (مرد بھی اور عورتیں بھی) ہم سب پر ہماری ہر نسل پر بہت سی ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں۔ بنیادی طور پر تو ایک ہی ذمہ داری ہے کہ

جب اللہ تعالیٰ انسان پر فضل کرے

اور اسے اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازے۔ (اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی فضل کرتا اور ہمیشہ ہی اپنی بے شمار نعمتوں سے اپنے بندوں کو نوازتا رہتا ہے) تو اس کا یہ فرض ہے کہ ان نعمتوں کا صحیح استعمال کرے۔ ان نعمتوں اور فضلوں میں سے ایک نعمت اور ایک فضل ہماری جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی قوتیں ہیں۔ پھر جہاں تک ان قوتوں اور استعدادوں کا تعلق ہے

ہم پر یہ لازم آتا ہے

کہ ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے ان کی صحیح نشو و نما کریں اور اس نشو و نما کو کمال تک پہنچائیں۔ یعنی جتنی طاقت اور جتنی قوت اس نے ہمیں دی وہ جس حد تک اپنے کمال کو پہنچ سکتی ہے اس حد تک اسے پہنچائیں۔ ہر ایک آدمی کا دائرہ استعداد علیحدہ علیحدہ ہے لیکن ہر فرد واحد کا جو دائرہ استعداد ہے اس کے اندر جن رفعتوں تک پہونچنا اللہ تعالیٰ نے ممکن بنایا ہے ان رفعتوں تک وہ اپنی کوشش، تدبیر اور دعا جو

اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب

کرنے والی ہے کے ذریعہ پہنچے۔ یہ ہمارا فرض ہے۔ اور اس فرض کی طرف ہمیں متوجہ ہونا چاہیئے۔ یہ فرض صرف بڑی نسل کا نہیں بلکہ یہ فرض ان پر بھی عاید ہوتا ہے جو نئے نئے احمدیت میں داخل ہوتے ہیں اور ان پر بھی یہ فرض عاید ہوتا ہے جو احمدیت کے گھر میں پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے نئے سرے (کیونکہ نئے افراد ہیں) سے اپنی جسمانی اور ذہنی اور اخلاقی اور روحانی قوتوں کی نشو و نما کرنی ہے اور اس نشو و نما کو اس کے کمال تک پہنچانا ہے۔

اس تمہید کے بعد

میں انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ مجھے زندگی اور توفیق دے اپنی آخری تقریر میں جب میں آپ سے مخاطب ہونگا جو فرائض عاید ہوتے ہیں ان کی طرف بڑی وضاحت سے اور تفصیل کے توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ آپ اس تمہید کو سمجھیں

یہ بڑی اہم تمہید ہے

اب دعا کر لیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے اور آپ کو سمجھنے کی بھی توفیق دے۔

اس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی

(الفضل ۱۷ ردسمبر ۱۹۶۹ء)

احمدی خواتین کے اجلاس کی رپورٹ

بقیہ صفحہ اوّل

آخر میں محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ ایک طرف اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام میں کمزوری نیز مسلمانوں میں افتراق پیدا ہونا ضروری تھا تو دوسری طرف چونکہ اسلام ایک کامل اور عالمگیر مذہب ہے اس لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ضعف و انشقاق کے اس دور میں امام مہدی کے ظہور کے متعلق بھی پیشگوئی بیان فرمائی تھی چنانچہ الٰہی وعدوں کے مطابق خدا تعالیٰ کا وہ مہدی اور مسیح دنیا میں ظاہر ہوا جس کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا کہ وہ اسلام کو زندہ کرے۔ اور شریعت کو قائم کرے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی میں اس کام کو بطریق احسن سرانجام دیا۔ آپ نے اسلام کی زندگی کا حقیقی ثبوت اپنے پاک عملی نمونہ کے ذریعہ سے دنیا کے سامنے رکھا اور اس طرح اسلامی تعلیمات کی خوبی و حقانیت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دکھایا۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کی اقتداء میں خود کو اپنی اولادوں اور عزیزوں کے سامنے بہترین نمونہ کے طور پر پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے

دوران تقاریر میں عزیزہ مریم بیگم، عائشہ سلطانہ۔ نعیمہ بشریٰ، امۃ العزیز شہناز اور صاحبزادی امۃ الکریم کوکب نے نظمیں پڑھیں۔

آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے اپنی تقریر میں حاضرات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بچیوں کی تقریروں پر انتہائی خوشی کا اظہار کیا۔ بعد دعا جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اس جلسہ کے بہترین نتائج پیدا کرے اور اسے سعید روحوں کے لئے قبول حق کا موجب بنائے

آمین

دعائے مغفرت

افسوس جماعت احمدیہ امروہہ کے ایک مخلص احمدی مکرم عبدالحی صاحب ایک لمبے عرصہ تک صاحب فراش رہ کر مورخہ ۱۰ رصلح (جنوری) بروز ہفتہ کی صبح کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

بزرگان سلسلہ اور احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا کی جائے۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔

خاکسار فرید احمد امروہوی

کارکن دفتر بدر۔ قادیان

تقریر جلسہ سالانہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری و تبشیری پیشگوئیاں

از مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری فاضل ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

قسط نمبر ۲

III ۱۸۸۶ء کی ہی بات ہے خدائی اشارہ کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بمقام ہوشیارپور ۴۰ روز لگاتار دعائیں کیں جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم الشان بشارتوں سے نوازا۔ ان میں سے ایک بہت بڑی بشارت جو بجائے خود کئی بشارتوں کا مجموعہ ہے "مصلح موعود" کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ الہام الٰہی کے ذریعہ آپ کو غیر معمولی صفات کے حامل ایک ایسے فرزند کے تولد کی خبر دی گئی جس کے ذریعہ آپ کے مشن کو تقویت ملنے والی تھی۔ اور بتایا گیا کہ اس کے ذریعہ آپ کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچے گی۔ چنانچہ آپ کا وہ جلیل القدر فرزند آپ کی وفات کے بعد دوسرے خلیفہ کے طور پر منتخب ہو کر جماعت کا امام بنا۔ اس پسر موعود کے ذریعہ حسب پیشگوئی سلسلہ احمدیہ کو عظیم الشان کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ چونکہ یہ موقع اس پیشگوئی کی تفصیل کا نہیں اس لئے صرف اسی قدر اشارہ کافی ہے۔

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو شائع کئے جانے والے جس اشتہار میں مصلح موعود کی پیدائش کی الہامی پیشگوئی بیان ہوئی پسر موعود کے علاوہ بھی بہت سی دوسری بشارتوں کا ذکر ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے بشارت دی:–

"تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریّت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔ تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔ تیری ذریّت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس وقت تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا ..... اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا"

(تذکرہ صفحہ ۱۴۵-۱۴۶)

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں مذکور اس مبسوط پیشگوئی کے آخری الہامی الفاظ ملاحظہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:–

"اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل اور احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز نہ پیش کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے"

(تذکرہ صفحہ ۱۴۶)

الغرض یہ سب بشارتیں جو حضور کو اپنی ذات کی نسبت خداوند تعالیٰ کی طرف سے ملیں آج ایک واضح حقیقت کے طور پر دنیا کے سامنے ہیں جن کی مزید تشریح و تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

— ۲ —

دوسرے نمبر پر ان تبشیری پیشگوئیوں میں سے اب میں چند ایسی پیشگوئیوں کا ذکر بطور نمونہ پیش کرتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برگزیدہ جماعت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں:–

I اس سلسلہ میں پہلے نمبر پر وہ عظیم الشان بشارت ہے جو آپ کو بالکل ابتدائی زمانہ ۱۸۶۹ء میں ایک رؤیا کے ذریعہ دی گئی جس کا ذکر حضرت اقدس کے الفاظ میں اس طرح ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب نزول المسیح میں تحریر فرماتے ہیں:–

"میں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا۔ اور وہ نان اس نے مجھے دیا اور کہا یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے"

(تذکرہ صفحہ ۱۰)

اس خواب کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:–

"یہ اس زمانہ کی خواب ہے جبکہ میں نہ کوئی شہرت اور نہ کوئی دعویٰ رکھتا تھا اور نہ میرے ساتھ درویشوں کی کوئی جماعت تھی۔ مگر اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے اور اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کے لئے میری ہمسائیگی میں آ آباد ہوئے ہیں اور نان سے میں نے یہ تعبیر کی تھی کہ خدا ہمارا اور ہماری جماعت کا خود متکفل ہوگا۔ اور رزق کی پریشانی ہم کو پراگندہ نہیں کرے گی چنانچہ سالہائے دراز سے ایسا ہی ظہور میں آ رہا ہے۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۹)

II اسی پاک جماعت اور آپ کی طرف دنیا کے بکثرت رجوع کی بشارتوں پر مشتمل خدائی الہامات جو مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوئے ان میں سے چند ایک بطور نمونہ سنئے:–

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا

"وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ۔ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ تَرٰى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ يُصَلُّوْنَ عَلَيْكَ۔ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ اَمْلُوْا"

ترجمہ:– "تیرے پر واجب ہے کہ تو ان سے بدخلقی نہ کرے اور تجھے لازم ہے کہ ان کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے۔ اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آ کر آباد ہوں گے وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفہ کہلاتے ہیں۔ اور تو کیا جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے جو اصحاب الصفہ کے نام سے موسوم ہیں۔ وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تجھ پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا! ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے سو ہم ایمان لائے ان تمام پیشگوئیوں کو تم لکھ لو کہ وقت پر واقع ہوں گی۔

(تذکرہ صفحہ ۵۲-۵۳)

III اسی سلسلہ میں تیسرے نمبر پر ایک اور بشارت سنئے۔

۱۸۸۳ء میں حضور کو انگریزی زبان میں ایک عظیم الشان بشارت ان الفاظ میں دی گئی

I love you. I shall give you a large party of Islam.

یعنی میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ میں تمہیں اسلام کی ایک بڑی جماعت عطا کروں گا۔

(تذکرہ صفحہ ۱۰۷)

اب ذرا ۱۸۸۳ء سے آج تک کے چھیاسی سالوں میں رونما ہو چکے اس عظیم انقلاب اور زبردست تغیر کا موازنہ کیجئے اور دیکھئے کیسا مصفّیٰ غیب ہے جو خدا نے عالم الغیب نے اپنے بندے حضرت مسیح موعودؑ پر ظاہر کیا اور آج ہم میں سے ایک ایک احمدی جو دنیا کے جس کسی حصے میں آباد ہے اور اپنے تئیں اس برگزیدہ بندے کی طرف منسوب کرنا باعث فخر سمجھتا ہے آپ کی صداقت کا زندہ اور جیتا جاگتا نشان ہے

IV – ابھی آپ نے انگریزی الہام اور اس کے پورا ہونے کا ذکر سنا۔ اس کی مناسبت سے ایک اور بشارت بھی مغربی دنیا کے بارے میں سن لیجئے:–

حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ مغرب سے سورج طلوع ہوگا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "ازالہ اوہام" میں اس حدیث شریف کی تشریح کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں اور یہ ۱۸۹۱ء کی بات ہے۔ فرمایا

"طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا۔ ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں۔ لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمتِ کفر و ضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۵)

پھر حضور اپنی اس رؤیا کا ذکر [illegible] کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں نے دیکھا کہ [illegible]

ایک منبر پر [illegible]

ہیں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔

سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۸۹-۱۹۰)

۷ اسی طرح اس سے بھی چند سال قبل ۱۸۸۵ء کی بشارت تو اور بھی عظیم ہے خدا تعالیٰ حضورؑ کو الہاماً فرماتا ہے:-

یَدعُونَ لَکَ اَبدَالُ الشَّام
وَعِبَادُ اللّٰہِ مِنَ العَرَب

یعنی تیرے لئے ابدال شام کے دعا کرتے ہیں اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں۔ جب یہ الہام ہوا تو حضورؑ ۷ر اپریل ۱۸۸۵ء کے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:-

"خدا جانے یہ کیا معاملہ ہے۔ اور کب اور کیونکر اس کا ظہور ہوگا واللہ اعلم۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۳۰)

لیکن عجب خدا تعالیٰ کی قدرت ہے آج صورتِ حال بالکل واضح ہو چکی ہے۔ خطۂ شام اور ممالکِ عرب اس الہام اور بشارت کی صداقت کی شہادت ببانگ دہل دے رہے ہیں۔ اور آج وہاں سلسلہ کی کئی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں جو حضورِ اقدس کے کام میں ہاتھ بٹاتی اور حضور پر درود و سلام بھیجتی ہیں۔

اور انگریز لوگوں کا اسلام قبول کرنا بھی ظاہر ہے۔ کل ہی اسی اسٹیج پر دوستوں نے اس کا نمونہ دیکھ لیا۔ جبکہ سوئٹزرلینڈ کے ہمارے بھائی جان رفیق صاحب کی تقریر سن چکے۔

(ب) بعض مخصوص قوموں یا خطہ کے لوگوں کے علاوہ عمومی طور پر ساری دنیا میں آپؑ کی قبولیت کے بارے میں ایک اور بشارت ۱۸۹۸ء میں الہام الٰہی کے ذریعہ ان الفاظ میں دی گئی۔ فرمایا:-

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

دیکھئے! آج ان بشارتوں پر ۷۰-۸۰ سال تک کا زمانہ گزرتا ہے کون اس حقیقت سے انکار کی جرأت کر سکتا ہے؟ جماعت احمدیہ نمایاں طور پر بین الاقوامی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ مغربی ممالک کے متعدد مقامات میں اس کے تبلیغی مشن کھل چکے ہیں۔ احمدیہ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور وہاں کے اصل باشندے سینکڑوں کی تعداد میں حلقہ بگوشِ اسلام ہو کر احمدیت کے مخلص ممبر بن چکے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریریں ان تک پہنچیں بلکہ جیسا کہ حضورؑ نے رؤیا میں اپنے آپ کو منبر پر کھڑے ہو کر فصیح انگریزی زبان میں تقریر کرتے دیکھا خدا تعالیٰ نے آپؑ کے تیسرے جانشین اور خلیفہ کو یہ سعادت بخشی کہ گزشتہ سے پیوستہ سال حضرت امام عالی مقام یورپ کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ اس موقع پر آپ نے ڈنمارک میں جماعت کی طرف سے تعمیر کردہ مسجد کا افتتاح فرمایا اور ساتھ ہی جرمنی ڈنمارک سوئٹزرلینڈ اور خود شہر لنڈن میں فصیح انگریزی زبان میں لیکچر فرمائے۔ حتیٰ کہ شہر لنڈن میں آپ نے جو لیکچر دیا وہ ایسے ہی اہم موضوع پر مشتمل تھا جس میں ایک طرف اسلام کی صداقت کے روشن اور ناقابلِ تردید دلائل بیان کئے گئے تھے تو دوسری طرف اہلِ یورپ کو اپنے خدا کے ساتھ صلح کر لینے اور اپنے گناہوں پر نادم ہونے کی ترغیب دیتے ہوئے ان کے خطرناک مستقبل کے بارے میں Warning دی جو ایک عبرتناک تباہی کی صورت میں ان کے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ اس کی تفصیل تقریر کے اگلے حصہ میں آئیگی

پھر نہ صرف شام، عرب اور یورپین ممالک ہی میں بلکہ الہام الٰہی کے مطابق فی الواقع سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے اور آپ کے نام لیوا آج دنیا کے اکناف میں پھیل چکے ہیں۔ اور جماعت روز بروز وسعت پر وسعت حاصل کر رہی ہے۔ دنیا کا کوئی برِّ اعظم نہیں جہاں جماعت کے پاک ممبروں کے ذریعہ مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے مقدس خیالات و نظریات کی تبلیغ نہ ہو رہی ہو، جو اسلام کی اصل تصویر اور اس کی حقیقی تشریح و تفصیل ہے۔

باقی آئندہ

تصحیح

بدر کی گزشتہ اشاعت (۲۲ر صلح) کے صفحہ ۱۲ پر "اعلاناتِ نکاح" کے عنوان کے تحت عزیزہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت مکرم عبدالرحیم صاحب آف کھریا ضلع ہمیرپور کے اعلانِ نکاح میں سہوِ کتابت کی وجہ سے حق مہر ۱۱۵۰ر کی بجائے صرف ۱۱۰۰ر روپے لکھا گیا تھا۔ احباب تصحیح فرمالیں

ایڈیٹر

مستطیع احباب کی خدمت میں ایک نہایت ضروری گزارش

لفابی کتب کی خرید کے سلسلہ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان نے نظارت ہذا کے بجٹ میں صرف دو سو روپے کی رقم بطور امداد برائے نادار طلباء کی گنجائش رکھی ہے جبکہ مقامی و بیرونی طلباء کی طرف سے اکثر درخواستیں موصول ہوتی رہتی ہیں۔

اگر احبابِ جماعت اپنے ان غریب بچوں کی تعلیمی امداد کا خیال رکھتے ہوئے اس مد میں بھی کچھ نہ کچھ رقم مداومت کے ساتھ ارسال کرتے رہا کریں۔ تو یہ بھی ایک صدقۂ جاریہ ہے۔ لہٰذا توقع کی جاتی ہے کہ احباب اس کارِ خیر میں باقاعدہ اور زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر تعلیم قادیان

جنازہ غائب

محترمہ بیگم صاحبہ حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب مرحوم سکندرآباد کی وفات کی اطلاع اخبار بدر کے ذریعہ قارئینِ بدر کو ہو چکی ہوگی۔ حضرت سیٹھ صاحب مرحوم نے تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے کاموں میں اور مالی قربانیوں کے میدان میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دئے ہیں ان کے ساتھ ان کی بیگم صاحبہ مرحومہ بھی دعاگو، عبادت گزار، مسجد کو آباد رکھنے والی، مہمانوں کی خاطر و مدارات کرنے والی اور خدمتِ دین کے کاموں میں برابر کا حصہ لینے والی خاتون تھیں۔ اور اس امر کی مستحق ہیں کہ ہم انہیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ مرحومہ کے ورثاء کی خواہش پر تمام جماعتوں سے درخواست ہے کہ وہ بیگم حضرت عبداللہ الٰہ دین کی مغفرت کے لئے بھی دعا کریں۔ اور سب جماعتوں میں نماز جنازہ غائب پڑھی جائے۔

مرزا وسیم احمد۔ قادیان

وصیت

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ اپنے اعتراض کی تفصیل وصیت کی تاریخِ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو بھجوا دے ——— سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۷۵۲ منکہ مجیدہ خاتون بیوہ سلیم احمد مرحوم قوم شیخ انصاری پیشہ مزدوری عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن امروہہ ڈاکخانہ امروہہ ضلع مرادآباد صوبہ یوپی بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸-۱۱-۲۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

ایک مکان جس کی قیمت تقریباً ایک ہزار روپے ہوتے ہیں۔ شمالی سمت وزیر احمد و محمد علی رہتے ہیں اور جنوب سمت سڑک میونسپلٹی۔ مشرق میں علی حسین صاحب رہتے ہیں۔ اور مغرب میں محمد شفیع صاحب رہتے ہیں۔ اس میں زمین ۱۱۹ گز ہے۔ میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان بہشتی مقبرہ کو کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی آمدن اور نہ جائداد ہے اور اپنی گزر اوقات بچوں کی آمدنی پر ہے۔ اس جائداد کا دسواں حصہ جو کہ مبلغ ایک سو روپے ہوتے ہیں اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر دوں گی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکوں تو انجمن کو اختیار ہوگا کہ میری اس جائداد سے وصول کرے۔ اس کے علاوہ بھی اگر میرے مرنے کے وقت میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔

نشان انگوٹھا مجیدہ خاتون بیوہ سلیم احمد مرحوم ۲۶-۱۱-۲۸ گواہ شد عبدالوحید بقلم خود امروہہ ضلع مرادآباد محلہ بساون گنج۔ گواہ شد محمد الطاف بقلم خود امروہہ ضلع مرادآباد۔ محلہ بساون گنج یوپی۔ گواہ شد منیر احمد صدر جماعت احمدیہ امروہہ ۲۸-۱۱-۲۶

درخواستِ دعا

مکرم برادرم بلال احمد صاحب، شاہد آف سرینگر کشمیر امسال میٹرک کے امتحان میں شامل ہو رہے ہیں۔ تمام بزرگانِ سلسلہ اور احبابِ کرام کی خدمت میں ان کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار عبدالرشید ضیاء متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

میاں غلام حیدر صاحب تمیم غیر مبائع کے ساتھ مبادلۂ خیالات

اور اس کی اصل حقیقت

از مکرم خواجہ عنایت اللہ صاحب راولپنڈی

قسط نمبر ۴

میاں غلام حیدر صاحب تمیم حضرت مصلح موعودؓ کے چند حوالجات لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:-

"صاحبزادہ صاحب نے حضرت اقدس کے اعتقادات میں صریحاً تبدیلی کی ... غرضیکہ صاحبزادہ صاحب اور حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ بالا تحریروں سے صاف ظاہر ہے کہ صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے اعتقادات کے خلاف نئے اعتقادات تراشے ہیں"

(پیغام صلح مجریہ ۳ ردسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱)

میاں غلام حیدر صاحب کا ایسا لکھنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر اتہام ہے۔ میں نے میاں صاحب کے اس خیال کو بڑی وضاحت سے رد کر دیا تھا۔ کیا میاں صاحب بتا سکتے ہیں کہ میرے پرچہ "تبدیلیٔ عقیدہ" جس میں بڑی تفصیل سے اس موضوع پر لکھا گیا تھا انہوں نے کیا جواب دیا تھا؟ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عقاید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے متعلق شروع سے لے کر آخر تک ایک ہی رہے ہیں۔ میں نے ۱۹۰۶ء سے لیکر ۱۹۱۴ء تک کے ایک درجن حوالجات آپ کے سامنے رکھے تھے جن سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت اظہر من الشمس تھی۔ مگر تعصب کا ستیاناس کہ میاں صاحب کو ان پر غور کرنے کی توفیق نہ ملی۔ اسی طرح بزرگانِ جماعتِ احمدیہ کے پچاس حوالجات بھی آپ کے سامنے رکھے گئے تھے جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو زمرۂ انبیاءؑ کا ایک فرد قرار دیا گیا ہے مگر میاں صاحب نے ان حوالجات کی طرف توجہ ہی نہیں کی۔ اس مضمون میں میں بزرگانِ سلسلہ کے چند حوالجات پھر لکھتا ہوں تا کہ کوئی سعید روح ہدایت پا جائے۔

حضرت خلیفہ اوّل رضؓ

حضرت خلیفہ اول رضؓ ایک خط کا جواب لکھتے ہیں:-

(ا) "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ابتدا پارہ نمبر ۳ جب رسل میں مساوات نہ رہی نو ان کے انکار کی مساوات بھی آپ کی طرز پر نہ ہوگی۔ تو آپ ایسا خیال فرمائیں کہ موسےٰ کے مسیح کا منکر جس فتوے کا مستحق ہے اس سے بڑھ کر خاتم الانبیاء کے مسیح کا منکر ہے۔ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین .... دوسرے سوال کا جواب عرض ہے۔ نازل ہونے والے عیسیٰ ابن مریم کو حضرت نبی کریم نے (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی اللہ فرمایا ہے۔ نیز ان الہامات و وحیوں نے جو مرزا صاحب کو منجانب اللہ ہوئیں ..... قرآن کریم میں تو خاتم النبیین بفتح تا ہے۔ خاتم بکسرِ تا نہیں۔ بھلا میاں صاحب! يَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ میں آپ عموم کے قائل ہیں یا تخصیص کے۔ کسی شخص کو نبی اللہ کہنا خدا کے اختیار میں ہے۔ انسان کے اختیار میں نہیں

ابوبکر کو نبی نہیں کہا گیا اور مسیح موعودؑ کو کہا گیا"

نور الدین ۵ رجولائی ۱۹۰۷ء

(ب) "حضرت مرزا صاحب خدا کے مرسل ہیں۔ اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے جس میں آنے والے کا نام نبی اللہ رکھا گیا ہے پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔ اب ان کے ماننے اور انکار کا مسئلہ صاف ہے" (بدر ۱۱ رجولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۲ کالم اول)

ان ہر دو حوالجات محولہ بالا سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ مبارک میں اور اپنی وفات کے زمانہ تک آپ کو نبی مانتے تھے۔

پس آپ کا یہ نظریہ بالبداہت غلط ہے کہ ۱۹۱۴ء سے قبل بزرگانِ جماعتِ احمدیہ حضور علیہ السلام کو نبی نہیں مانتے تھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کا عقیدہ بھی وہی تھا جو حضرت خلیفہ اوّل کا تھا۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضؓ

(ا) حضرت مولوی عبدالکریم صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"حضرت نبی اللہ مسیح موعود کے اس دعوئے برحق سے کہ میں حسینؓ اور علیؓ سے بڑھ کر ہوں مخلوق پرست غالیوں کے کپڑوں میں آگ لگ گئی۔ حالانکہ کس قدر صاف بات ہے کہ جو تمام انبیاء کا موعود اور خاتم النبیینؐ کے منہ سے جری اللہ اور نبی اور مرسل اور حکم پکارا گیا ہو اس سے حسینؓ یا دوسروں کو کیا نسبت ہے"

(دیباچہ خلافتِ راشدہ صفحہ ۲۳ مرقومہ ۲۰ رجون ۱۹۰۲ء)

(ب) "اس منبر میں جو عنقریب پڑھے ہیں آئیگا ہمارے ایک دوست کے اعتراض کا جواب ہے (میاں ... صاحب) آپ کے ایک سرکردہ کے خط کا جواب جس میں اس نے خواجہ کمال الدین صاحب وغیرہ کے کہنے پر حضرت اقدسؑ پر مالی بدظنی کا اظہار کیا تھا۔ - ناقل) جو اس نے حضرت حجۃ اللہ نبی اللہ علیہ السلام کے مصارف پر کیا"

(۱۳ رمارچ ۱۹۰۵ء)

(ج) "اس یاوہ گوئی اور بانگِ بےہنگام کے ضمن میں حضرت مفترض الطاعت رسول معصوم علیہ السلام کی ذات پر حملے کئے ہیں"

(الحکم ۱۷ رجولائی ۱۹۰۵ء)

حضرت مولوی شیر علی صاحب رضؓ

"تمام وہ خصوصیتیں جو صرف انبیاء میں پائی جاتی ہیں وہ ہمارے زمانہ کے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں۔ اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے تو یقیناً ہمارا احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اسی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے۔ اگر زرتشت ایک نبی تھا۔ اگر بدھؑ اور کرشنؑ نبی تھے اور اگر حضرت موسےٰؑ اور حضرت مسیح خدا کی طرف سے نبی ہو کر دنیا میں آئے تو یقیناً یقیناً احمد بھی ایک نبی ہے۔ کیونکہ جن علامتوں کے ذریعہ زرتشت اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا معلوم ہوا وہ تمام علامتیں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی فداہ ابی و امی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود ہیں؟

(ریویو اردو جلد ۹ نمبر ۷ صفحہ ۲۴۸)

میاں صاحب! آپ خدا لگتی کہیں کہ ان حوالوں کو پڑھ کر آپ کا یہ لکھنا کہ ۱۹۱۴ء سے قبل جماعت احمدیہ حضرت صاحبؑ کو نبی نہ مانتی تھی۔ یا یہ کہ یہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی اختراع ہے سچائی کا خون کرنا نہیں تو کیا ہے۔

سید محمد احسن صاحب امروہی مرحوم

جناب سید محمد احسن صاحب مرحوم نے اپنے آخری خطبہ میں جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں پڑھا تھا اس میں قرآنی آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے پہلے جو وَالَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وارد و تنزیل ہے اس میں يُبَلِّغُونَ جو استقبال کو بھی شامل ہے یہ امر ظاہر ہے کہ وحی و الہام کا سلسلہ خاتم النبیین کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اور أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي کی بہت سی مثالیں دے کر بیان فرمایا کہ تبلیغ رسالت رُسل کے لئے مخصوص ہے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی رسول کا آنا ختمِ نبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ تمام کمالات و مراتب نبوت اس ذاتِ مبارک پر ختم ہیں۔ اب کوئی درجہ باقی نہیں جو کسی اور کو دیا جائے گا۔ اور کو نہیں دیا گیا۔ مشکوٰۃ میں بھی ایک حدیث ہے کہ ثُمَّ تَكُونُ الْخِلَافَةُ عَلَىٰ مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ جس میں اشارہ ہے کہ خلیفہ آخری نبی ہوگا۔ پھر اس کے بعد سکوت فرمایا۔ آپ نے وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِن قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَاءَكُم بِهِ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَن يَبْعَثَ اللَّهُ مِن بَعْدِهِ رَسُولًا پڑھ کر سمجھایا کہ اس میں پیشگوئی تھی کہ امت محمدیہ بھی ایک وقت ایسا ہی کہے گی کہ اب تیرے بعد کوئی رسول نہ ہوگا حالانکہ حق بات وہی ہے کہ جو حضرت عائشہؓ کا مذہب ہے کہ قُولُوا إِنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا تَقُولُوا لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ (یعنی یہ تو کہو کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ اس کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا) پھر فرمایا کہ قرآن مجید میں وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ اب اللہ اور رسول کی اطاعت سے صدیق اور صالح ہو جانا تو سبھی جانتے ہیں مگر کیوں ناممکن بنا دیتے ہیں حالانکہ ... اس آیت میں مذکور ہے"

(بدر ۱۳ ر فروری ۱۹۰۸ء)

جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم

۱۔ (الف) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں مولوی محمد علی صاحب نے ۱۳ مئی ۱۹۰۴ء کو بطور گواہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے استفسار پر کہا کہ :۔

" مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہے اس کے مرید اس کو دعوے میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں پیغمبر اسلام مسلمانوں کے نزدیک سچے نبی ہیں اور عیسائیوں کے نزدیک جھوٹے ہیں "

(ب) مورخہ ۱۶ جون ۱۹۰۴ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں مولوی کرم الدین مستغیث کی جرح پر مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ :۔

" مرزا صاحب دعوئ نبوت اپنی تصانیف میں کرتے ہیں۔ یہ دعوئے اس قسم کا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن کوئی نئی شریعت نہیں لایا۔ ایسے مدعی کا مکذب قرآن شریف کی رو سے کذاب ہے "

(ورق مسل صفحہ ۳۶۲)

(ج) مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی مولوی کرم دین آف بھیں ضلع جہلم میں بطور وکیل جناب خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب نے بعدالت گورداسپور بدستخط حضرت مسیح موعودؑ لکھ کر دیا :۔

" اصول اسلام کے مطابق اس معاملہ کا ایک اور بھی پہلو ہے اور وہ یہ کہ جو شخص کسی مدعی نبوت و رسالت کو جھوٹا سمجھتا ہے کذاب ہے۔ یہ بات شہادت استغاثہ میں تسلیم کی گئی ہے۔ اب مستغیث نہایت اچھی طرح جانتا ہے کہ ملزم ملا (یعنی حضرت مرزا صاحب) نے اسی حیثیت یعنی نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور باوجود اس کے مستغیث نے اس کی تکذیب کی ہے۔ پس مذہب اسلام کی اصطلاح کی رو سے بھی مستغیث کذاب ہے۔ "

(ترجمہ از انگریزی مسل گورداسپور ۱۹۰۴ء)

مولوی صاحب کی مذکورہ بالا حلفی شہادتوں سے بالکل عیاں ہے کہ مولوی صاحب حضرت اقدسؑ کو فی الواقع زمرۂ انبیاء کا ایک فرد یقین کرتے تھے۔ پس ثابت ہوا کہ جماعت ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت اقدس کو فی الواقع نبی مانتی تھی۔

مولوی محمد علی صاحب مرحوم کے بیسیوں حوالجات ہیں جو وہ ریویو میں لکھ چکے ہیں۔ جن سے حضرت اقدسؑ کا زمرۂ انبیاء کا ایک فرد ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر طوالت کے خوف سے صرف چند حوالجات کی نشاندہی کی جاتی ہے جن سے مبرہن ہوتا ہے کہ جناب مولوی صاحب حضرت اقدسؑ کو کس قسم کا نبی مانتے رہے ہیں :۔

(۱) حضرت اقدس " مدعی رسالت " (ریویو مئی ۱۹۰۶ء)

(۲) حضرت صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے نبی ہیں (نفس نبوت کے لحاظ سے نہ کہ مقام کے لحاظ سے۔ ناقل) (ریویو جلد ۳ صفحہ ۲۴۸ جولائی ۱۹۰۴ء)

(۳) حضرت اقدس " ہندوستان کے مقدس نبی " (ریویو جلد ۴ نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۴۷۶)

(۴) حضرت اقدس " نبیٔ آخر زماں " (ریویو جلد ۶ نمبر ۳)

(۵) حضرت اقدس " موعود نبی " (ریویو جلد ۶ نمبر ۳)

(۶) حضرت اقدس " فارسی الاصل نبی " (ریویو جلد ۶ نمبر ۳)

(۷) حضرت اقدس " مامور نبی " ریویو جلد ۴ نمبر ۵)

خواجہ کمال الدین صاحب

(الف) " بٹالوی نے اپنے روزانہ پیسہ اخبار والے مضمون میں ذکر کیا تھا کہ خواجہ صاحب نے نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی یا رسول ہونے سے انکار کیا ہے مگر بٹالوی کے لئے یہ خبر جانفرسا ہوگی کہ ان کے گھر بٹالہ ہی میں خواجہ صاحب نے .... اپنے لیکچر میں صاف طور پر بیان کیا اور بٹالہ والوں کو خطاب کرکے کہا کہ تمہارے ہمسایہ میں ایک نبی اور رسول آیا۔ تم خواہ مانو یا نہ مانو۔ " الحکم ۱۴ مئی ۱۹۱۱ء صفحہ ۱ کالم ۳)

(ب) حضور والا نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ علم غیب کے راز کسی نجوم یا جفر کا نتیجہ نہیں ہوتے بلکہ وہ انہیں پر ظاہر ہوتے ہیں جو خدا کے برگزیدہ مرسل ہوتے ہیں ..... جیسے قرآن مجید فرماتا ہے ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (آل عمران ع ۱۸)

ترجمہ :۔ اللہ کسی کو غیبی امور سے اطلاع نہیں دیا کرتا مگر مجتبیٰ رسولوں میں سے جسے چاہے اسے بتلا دیتا ہے۔ اور وہی عالم الغیب ہے۔ اور رسولوں میں سے صرف انہیں کو علم غیب سے اطلاع دیتا ہے جو اسے پسند ہوں یعنی بجز خدا کے علم کے، کوئی غیب کی بات نہیں بتلا سکتا۔ اور خدا کسی خاص ایسے رسول کو ہی علم دیتا ہے " (صحیفہ آصفیہ صفحہ ۳)

(ج) " لیکن اس کے (حضرت مسیح موعود) ساتھ اہل ملک نے وہی سلوک کیا جو دیگر مرسلین کے ساتھ اپنی اپنی قوم کے افراد نے کیا۔ یحسرۃ علی العباد ما یأتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون " (صحیفہ آصفیہ صفحہ ۱۱)

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب

(الف) " یہ درست نہیں کہ مسیح کی (امام) برکات آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں خدا تعالےٰ جیسے پہلے خالق تھا اب بھی ہے ..... جیسے کہ پہلے صدیق۔ شہید۔ محدث۔ نبی اور رسولی کے مراتب دیتا تھا ویسے ہی وہ اب بھی دیتا ہے اور اس کی ذات میں بخل نہیں۔ اس لئے اس نے ہم کو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا سکھائی ہے۔ اور ہر نماز کی ہر رکعت میں اس کے پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے "

(بدر ۱۵ دسمبر ۱۹۰۵ء)

(ب) ڈاکٹر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر پر لکھتے ہیں :۔

" یہ اس کا (اللہ تعالےٰ کا۔ ناقل) فضل ہے کہ ہم موٹی سمجھ کے انسانوں کے لئے اس نے ہر زمانہ میں انبیاء اولیاء علماء کا وجود پیدا کیا "

(ضمیمہ پیغام صلح ۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

میر صاحب اپنے قصیدہ میں لکھتے ہیں :۔

سمجھ لو اے عزیزو ہاں سمجھ لو
نہ تعلیم مسیحا کو بھلائیں
نبی، ملہم مجدد وہ ہیں سب کچھ
زباں سے ہم کبھی یونہی کہتے جائیں

(اخبار پیغام صلح ۸ دسمبر ۱۹۱۳ء)

ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب

" اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ خدا کی بات (حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی غلبت الروم۔ ناقل) آج پوری ہوتی ہے۔ دنیا پر ثابت کرتی ہے کہ وہ کلام خدا کا کلام ہے۔ جو اس کا لانے والا تھا وہ اللہ کا سچا مرسل ہے۔ اللہ نے اپنی حجت تمام کردی "

(ضمیمہ پیغام صلح ۲۷ جولائی ۱۹۱۳ء)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں :۔

" حاصل کلام یہ کہ نبی اور رسول ہوں گے۔ کیونکہ اس طرح بسبب امتی ہونے کے ان کی رسالت و نبوت ختم نبوت کے منافی نہ ہوگی "

(پیغام صلح ۱۴ فروری ۱۹۱۱ء)

مولوی عمر الدین صاحب شملوی

لا نبی بعدی کہنے سے کرنے میں ہمارے مخالفوں نے ایک طوفان برپا کر رکھا ہے ہر وعظ میں بار بار (لا نبی بعدی) کہہ کر حضرت مسیح موعود کے دعوئے نبوت کو کفر اور دجالیت قرار دیتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ ان لوگوں کی حالت بالکل علماء یہود کی طرح ہوگئی ہے ..... آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ کوئی ایسا رسول نہیں ہے جو صاحب شریعت جدیدہ ہو۔ اور ایسا نبی ہو سکتا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو۔ جیسا کہ ملا علی قاری جیسے محدث نے حدیث لو کان عاش ابراہیم لکان نبیا کی شرح میں صاف ان معنوں کو تسلیم کر لیا ہے۔ "

(پیغام صلح ۱۶ ستمبر ۱۹۱۳ء)

اہل پیغام کا مشترکہ حلفی اعلان

" ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالیٰ کو جو دلوں کا بھید جاننے والا ہے حاضر ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور جو درجہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد ہم اس کے خلیفہ برحق سیدنا و مرشدنا و مولانا حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح کو بھی سچا پیشوا سمجھتے ہیں۔ اس اعلان کے بعد اگر کوئی ہماری نسبت بدظنی پھیلانے سے باز نہ آئے تو ہم اپنا معاملہ خدا پر چھوڑتے ہیں وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد "

(اخبار پیغام صلح ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

۱۹۱۴ء کا پیغام صلح

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کی خلافت قائم ہونے سے ایک ماہ دو دن پہلے اخبار پیغام صلح میں خاتم النبیین کی تفسیر نظم میں شائع ہوتی ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ پیغام صلح کے نظم نویس تحریر فرماتے ہیں :۔

کیا ختم رسالت نے کمال اپنا دکھایا
امت میں ہے دریائے نبوت کو بہایا
اس فیض کے ملنے سے ہوئے خیر امم ہم
کیا حرج ہے امت میں نبی بن کے گر آیا

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب

اپنی وصیت میں شائع فرمایا :۔

" میں بحمد اللہ اس بات پر بھی ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خدا تعالےٰ کے برگزیدہ رسول اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالی ظہور کے مظہر اتم اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں " (الحکم ۲۴/۶/۰۶)

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ

مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت پر اعتراض کئے جس کے جواب میں حضرت حافظ صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں:-

"اگر رسول اللہ کے بعد جو نبوت کا اثبات اپنے لئے کرے۔ وہ دجال ہے اور اس سے کوئی بھی استثناء نہیں تو مسیح علیہ السلام نازل ہو کر کیا کہلوائیں گے؟"

(تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۳۲۰)

جماعتِ احمدیہ کا اجماعی عقیدہ

"سنو! ہر ایک احمدی اس عقیدہ پر قائم ہے۔ کہ مبارک و مطہر و مقدس وجود جسے لوگ مرزا قادیانی کہتے ہیں خدا کا برگزیدہ نبی ہے۔"

(اخبار بدر ۱۸ جون ۱۹۱۶ء صفحہ ۱۱)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ

(الف) ——

"ایک نبی آیا جبکہ تمام قوم کا متفقہ طور سے یہ عقیدہ تھا کہ اب نبی نہ ہوگا۔ اور پھر اس نے چار لاکھ انسان کو اپنا متبع بنا لیا ہے۔ کیا یہ خدا کا خاص فضل نہیں۔ کیا ہمیں اس کلمۃ اللہ کی قوت قدسیہ و روحانیہ پر ایمان نہیں لانا چاہیئے؟"

(اخبار بدر ۱۱ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

(ب) ——

"پیارے بھائیو! میرا خط کیا ہے ایک دلی درد کا اظہار ہے تیرہ سو سال کے بعد خدا کا ایک نبی دنیا میں آیا۔ اور دنیا میں رہا۔ اور دنیا سے چلا بھی گیا پر ہنوز کثیر حصہ مخلوقات کا وہ ہے جس نے اس کو نہ پہچانا اور نہ مانا۔"

(بدر ۱۱ جون ۱۹۰۸ء)

اخبار پیغام صلح

"پیغام صلح" ۱۸ ستمبر ۱۹۱۳ء میں لکھا ہے:-

"یہ عذاب بتاتے ہیں کہ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا کے مطابق کوئی خدا کا رسول اور نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نازل ہو۔ تاکہ ایک قوم تیار کرے جس کے اعمال مومنانہ ہوں اور وہ کامیاب کئے جاویں لیکن وہ جو نہ مانے ان کو زور آور حملوں سے جگایا جاوے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔"

پھر پیغام صلح لکھتا ہے:-

"کیا ہی اچھا ہو کہ اگر مسلمان ایسے عذابوں کی اصل وجہ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا کو سمجھ کر اس رسول کو تلاش کریں کہ اس کی پیروی اختیار کریں جس کے انکار کے باعث آئے دن یہ عذاب وارد ہو رہے ہیں۔"

(پیغام صلح ۲۵ جنوری ۱۹۱۴ء)

سب سے آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا عقیدہ دربارہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتا ہوں۔ جن سے مبرہن ہوتا ہے کہ حضورؓ حضرت اقدس کو ۱۹۰۶ء سے لے کر اپنی وفات تک نبی مانتے رہے ہیں۔ اور غیر مبائعین کا یہ گمراہ کن پروپیگنڈہ ان کے بغض اور تعصب کا مظاہرہ ہے۔

(۱) مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھتے ہیں:-

"اوّل ہی سے اس بات کو سوچ لیتے اور فرعون و موسیٰ کی مثل پر غور کرتے ہوئے ایسا ہی مضمون لکھتے ہیں۔ یونہی سے مضمون شائع کرا دیتے جو کہ بظاہر اُن کے ناظرین امرتسر کے بہلانے کے لئے کافی ہوتا۔ کیونکہ وہ بھی تو حضرت مسیح موعود کی کتب سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ آپ کا کیا دعویٰ ہے۔ اور کن ثبوتوں سے آپ کی نبوت پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے۔"

(تشحیذ الاذہان جلد ۳ صفحہ ۱۰۹
جنوری ۱۹۰۸ء)

(۲)

"یہ موت (طاعونی۔ناقل) اگر شہادت ہے تو مخالفین حضرت عیسیٰ تو اس موت سے آخرت کا توشہ جمع کر لیں گے۔ افسوس! یہ موت اگر شہادت ہے تو احمدیوں کے لئے کیونکہ ان کے نبی نے پہلے سے خبر دے دی تھی کہ عنقریب اس ملک میں طاعون پڑنے والی ہے اور وہ میری سچائی کا نشان ہوگی۔ پس اگر صحابہ کی طرح کوئی احمدی بھی اس میں مبتلا ہو جائے تو اس کے لئے شہادت ہے نہ یہ کہ ملک مر گیا اور کہہ دیا کہ شہادت نصیب ہوئی۔ حالانکہ ایک مدعیٔ نبوت اپنے آنے سے پہلے کہہ چکا ہو کہ طاعون میری سچائی ثابت کرنے کے لئے آنے والی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔"

(تشحیذ الاذہان ماہ جون و جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۶۴ حاشیہ)

(۳)

"اُسی قدیم سُنّت کے مطابق خدا تعالیٰ نے اس وقت بھی اپنے نبی سے سلوک کیا اور حضرت اقدس کے عہد بابرکت میں بھی اسی طرح ہوا جیسے پہلے نبیوں کے زمانہ میں۔"

(ایضاً صفحہ ۲۷۴)

(۴)

۲۶ دسمبر ۱۹۱۰ء کو سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب نے فرمایا:-

(الف) "دنیا کو کھول کھول کر سناؤ کہ وہ نبی قادیان میں ہے۔ اس کا نام مرزا غلام احمد تھا۔ اُسے اتباع قرآن سے آنحضرت صلعم کی غلامی میں احمد کا درجہ دیا گیا۔ اُس پر خدا کا کلام نازل ہوا۔ جو اس کی اتباع نہیں کرے گا خدا اُسے ترقی نہیں دے گا۔"

(ب) "یہ بھی یاد رکھو کہ مرزا صاحب نبی ہیں۔ اور بحیثیت رسول اللہ کے خاتم النبیین ہونے کے آپ کو نبوت کا درجہ ملا ہے اور ہم نہیں جانتے اور کتنے لوگ یہ درجہ پائیں گے۔ ہم انہیں کیوں نبی نہ کہیں جب خدا نے انہیں نبی کہا ہے۔"

(ج) "تم اپنے امتیازی نشان کو کیوں چھوڑتے ہو۔ تم ایک برگزیدہ نبی کو مانتے ہو۔ اور تمہارے مخالف اس کا انکار کرتے ہیں۔ حضرت صاحب کے زمانہ میں ایک تجویز ہوئی کہ احمدی اور غیر احمدی مل کر تبلیغ کریں (یہ خواجہ کمال الدین صاحب و مولوی محمد علی صاحب کی تجویز تھی۔ ناقل) مگر حضرت صاحب نے فرمایا کہ تم کونسا اسلام پیش کروگے۔ کیا جو خدا نے تمہیں نشان دیئے ہیں اور جو انعام خدا نے تم پر کیا وہ چھپاؤ گے ...... ایک نبی ہم میں ہے خدا کی طرف سے آیا اگر اس کی وہ اتباع کریں گے تو وہی پھل پائیں گے جو صحابہ کرام کے لئے مقدر ہو چکے ہیں۔"

(بدر ۱۹ جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۷
کالم نمبر اوّل و دوم)

مَیں نے اپنے پرچہ "تبدیلی عقیدہ" میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بارہ حوالہ جات قبل از اختلاف آپ کے سامنے رکھے تھے جن کا آپ سے جواب نہ بن آیا۔ اُن میں سے صرف پانچ حوالہ جات اس مضمون میں دیئے ہیں۔

اب میاں غلام حیدر صاحب تمیم بتائیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وہی عقائد تو نہیں ہیں جو حضور کے اختلاف کے بعد تھے۔ اور ان کا یہ لکھنا کہ حضور نے اختلاف کے بعد نبوتِ مسیح موعود کا عقیدہ حضرت مسیح موعود کے عقیدہ کے خلاف تراشا ہے کہاں تک درست ہے؟

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

المرسلہ ...

بقیہ اخبار احمدیہ

عزیزہ امۃ الاعلیٰ نصرت سلمہا پیٹ کے انفیکشن کے باعث مورخہ ۲۰ صلح سے بخار میں مبتلا ہیں۔ اس دوران میں بعض دفعہ بخار ۱۰۴، ۱۰۳ تک ہو جاتا رہا۔ امرتسر کے ڈاکٹروں کو بھی دکھایا گیا مگر ابھی تک حالت نارمل نہیں ہوئی۔ مورخہ ۲۹ صلح کو باقاعدہ علاج کی غرض سے بچی کو دوبارہ امرتسر لے جا کر ہسپتال میں داخل کرنے کا خیال ہے۔ جہاں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو بھی غالباً پانچ روز تک رکنا پڑے گا۔ جملہ احباب و بزرگان کی خدمت میں عزیزہ موصوفہ سلمہا کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

درخواست ہائے دُعا

(۱)۔ مکرم سید عبد المصور صاحب کٹک کی اہلیہ آج کل لالہ ہسپتال امرتسر میں داخل ہیں۔ برتھ کیس ہونے کی وجہ سے تشویش ہے۔ جملہ احباب و بزرگان سلسلہ کی خدمت میں ان کے بسہولت فراغت پانے اور زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ایڈیٹر)

(۲)۔ مکرم برادرم بلال احمد صاحب شاہد آف سری نگر (کشمیر) امسال میٹرک کے امتحان میں شامل ہو رہے ہیں۔ تمام بزرگان کی خدمت میں ان کی نمایاں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار عبد الرشید ضیاء متعلم جامعہ احمدیہ قادیان۔

(۳)۔ خاکسار کے خسر محترم سید محمود علی صاحب آف کرنول ریڑھ کی ہڈی میں تکلیف کے باعث علیل ہیں اب نسبتاً افاقہ ہے۔ کامل صحت و درازیٔ عمر کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (خاکسار محمد کریم الدین شاہد قادیان)

چندہ تحریکِ جدید

اللہ تعالےٰ کے شکر گذار بندے!

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرماتے ہوئے فرمایا:-

"تحریک جدید کا یہ سال دفتر اوّل کا چھتیسواں[۳۶] اور دفتر دوم کا چھبیسواں[۲۶] اور دفتر سوم کا پانچواں سال ہوگا۔ گذشتہ میں نے جماعت کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ اللہ تعالےٰ نے ہم پر بڑا فضل کیا ہے اور ان وعدوں کے مطابق جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہم سے کئے ہمارے مالوں میں بڑی برکت ڈالی ہے۔ اگر ہم

اللہ تعالےٰ کے شکر گذار بندے

بنتے ہوئے اس کی راہ میں اپنے اموال کو اور بھی زیادہ خرچ کریں تو اس کے فضلوں کے اور بھی زیادہ وارث بنیں گے .... حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریک جدید کے ذمہ اللہ تعالےٰ کی منشاء کے مطابق جو کام لگایا ہے وہ

بڑا ہی اہم اور مشکل ہے

تحریک جدید کے ذمہ یہ کام ہے کہ آج اللہ تعالےٰ نے جو یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ پھر سے اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرے گا۔ یہ مجلس اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے جدّ وجہد کرے اور ساری جماعت ان کے ساتھ شامل رہے۔ کیونکہ سارے ایک ہی جان ہیں۔ یہ کام بڑا ہی مشکل ہے۔ اس میں اندرونی بھی روکاوٹیں ہیں اور بیرونی بھی ...... ہم کمزور اور بے بس اور بے مایہ ہیں مگر کام بڑا ہی اہم ہے جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ ذمہ داری بڑی ہی بھاری ہے جو ہمارے کندھوں پر ڈالی گئی ہے"۔

پس جو کام ہمارے سپرد ہوا ہے اس کی اہمیت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے۔ لیکن آخر یہ کام ہم ہی کے سپرد ہوا ہے۔ اور ہم نے ہی اسے کرنا ہے۔ اور اس کام کے سرانجام دینے کے لئے بھی حضور نے جماعت کے سامنے معیّن طور پر تجویز پیش کر دی ہے۔ اور یہ کہ

(۱)۔ ساری جماعت نے کرنا ہے کیونکہ سارے ایک جان ہیں۔

(۲)۔ اللہ تعالےٰ کے شکر گذار بندے بنتے ہوئے اپنے مالوں کو اور زیادہ اس راہ میں خرچ کریں تاکہ اللہ تعالےٰ کے اور زیادہ فضلوں کے وارث ہوں۔

اسلئے میں جماعت کے جملہ احباب سے جو ابھی تک اس مالی جہاد میں شامل نہیں ہوئے خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں یا بچے درخواست کروں گا کہ وہ تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل ہوں۔

اور جماعتوں کے عہدیداران خاص طور پر خیال رکھیں کہ جماعت کا کوئی اس تحریک میں حصہ لینے کے ثواب سے محروم نہ رہے۔ اور جن احباب کو اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت دی ہے وہ حسب حیثیت اپنے وعدوں میں اضافہ کریں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

دورانِ سال میں جلسے و یوم التبلیغ منانے کا پروگرام

ہر سال مرکز کے زیرِ اہتمام دورانِ سال میں جماعتیں مندرجہ ذیل تفصیل سے جلسے اور یوم التبلیغ منایا کرتی ہیں۔ اس سال ۱۳۴۹ ہش (مطابق ۱۹۷۰ء) میں جلسوں و یوم التبلیغ منانے کے لئے بھی عہدیدارانِ جماعت ہائے احمدیہ سے درخواست کی جاتی ہے کہ پروگرام کے مطابق اپنی اپنی جماعتوں میں ان تاریخوں پر جلسے منعقد کرائیں۔ اور یوم التبلیغ بھی منائیں۔ اور کارگذاری کی رپورٹیں نظارت ہذا میں بھجوائی جاتی رہیں۔

مبلغینِ کرام بھی اس پروگرام کو نوٹ فرمالیں اور اس کے مطابق پوری توجہ سے عمل کریں۔

(۱)۔ جلسہ یوم مصلح موعود	۲۵ رتبلیغ (فروری) بروز جمعۃ المبارک
(۲) یوم مسیح موعود	۲۳ رامان (مارچ) " پیر
(۳) یوم پیشوایانِ مذاہب	۵ رشہادت (اپریل) " اتوار
(۴) سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۸ رہجرت (مئی) " پیر
(۵) یوم خلافت	۲۷ رہجرت (مئی) " بدھ
(۶) امتحان کتب سلسلہ (اسلامی اصول کی فلاسفی کا ایک حصہ)	۲۵ راخاء (اکتوبر) " اتوار
(۷) یوم التبلیغ سال میں دو بار	احسان (جون) کسی ایک اتوار کو۔ اخاء (اکتوبر) ۲۵ راخاء کے علاوہ کسی ایک اتوار کو۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

قادیان میں عید کی قربانیوں کیلئے دوست جلد اطلاع دیں

حسبِ سابق اس سال بھی عید الاضحیہ کے موقعہ پر بیرون جات کے احباب جماعت کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ایسا کرنے سے ایک تو آسانی کے ساتھ اُن صاحب کے ذمہ کا فرض ادا ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی قربانی کے گوشت سے قادیان میں مقیم احباب استفادہ کر سکتے ہیں۔

لہذا اس اعلان کے ذریعہ دوستوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے لئے قربانی کے جانور کی رقم جلد از جلد مجھے بھجوا دیں تاکہ انتظام میں سہولت رہے۔ اس وقت قادیان میں قربانی کے جانور کی قیمت کم از کم ۔/۔ روپے ہے۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

بہت خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پرزہ نہیں مل سکتا۔ اور یہ پرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھیے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ رابطہ پیدا کیجیے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے۔ ہمارے ہاں ہر قسم کے پرزہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

23—1652 } 23—5222 } فون نمبرز { "AUTOCENTRE" تار کا پتہ

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجنیئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس۔ اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

★— آفس و فیکٹری: ۱۰۔ پدھورام سرکار لین کلکتہ ۱۵ فون نمبر ۲۴-۳۲۷۲

★— شو روم: ۳۱/۱۰ نور چیت پور روڈ کلکتہ ۱ فون نمبر ۳۴-۰۴۰۱

★— تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ "GLOBE EXPORT"